

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

حَمْدٌ ۖ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ  
وَآجَلٍ مُّسَمًّى وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنذِرُوا مُعْرِضُونَ ۝

سورة الاحقاف

عقائد اور اعمال کی اصلاح کا مؤثر بیان

اس سورہ مبارکہ میں توحید کی دعوت، شرک کی مذمت، رسالت کی حقانیت، تاریخ سے عبرت، اچھے کردار کی عظمت، برے کردار کی خباثت اور اخروی جزا و سزا کی کیفیت ایسے مؤثر اسلوب میں بیان کی گئی ہے کہ وہ انسان کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لیے کافی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۶ تا ۱۱ شرک کی مذمت
- آیات ۱۲ تا ۱۷ مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۸ تا ۲۳ مثالی کردار
- آیات ۲۴ تا ۲۸ برا کردار
- آیات ۲۹ تا ۳۲ تاریخ سے عبرت
- آیات ۳۳ تا ۳۵ جنات کی ایمان افروز دعوت
- آیات ۳۶ تا ۴۰ احوال آخرت

## آیات اتا ۴

کیا شرک کے جرم کا کوئی جواز ہے؟

حم ①	حا۔ میم۔
تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ②	نازل کیا جانا ہے اس کتاب کا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمال حکمت والا۔
مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	ہم نے پیدا نہیں کیا آسمانوں اور زمین کو
وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ	اور اُسے جو ان دونوں کے درمیان ہے
وَأَجَلٍ مُّسَمًّى	مگر حق اور مقررہ مدت کے ساتھ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنذَرُوا مُعْرِضُونَ ③	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُس چیز سے جس سے وہ خبردار کیے گئے ہیں رخ پھیرنے والے ہیں
قُلْ ارْءَيْكُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ	اے نبی! فرمائیے کیا تم نے دیکھا ہے اُن کو جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ	دکھاؤ مجھے کیا بنایا ہے انہوں نے زمین میں
أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ	یا اُن کا کوئی حصہ ہے آسمانوں میں
إِنِّي نَفِثْتُ فِيكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هَذَا	لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی
أَوْ أَثَرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ	یا کوئی نقل شدہ بات سابقہ علم میں سے

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۶﴾

اگر تم سچے ہو۔

معبودِ حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم نازل فرمایا اور اتنی وسیع اور بامقصد کائنات کو تخلیق کیا۔ جن ہستیوں کو معبود بنا کر اُس کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے، کیا انہوں نے بھی کچھ بنایا ہے؟ کیا کائنات کی تخلیق کے کسی حصہ میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ساتھ دیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی کتاب میں خبر دی ہے کہ میرے ساتھ کچھ اور ہستیاں بھی کائنات کی تخلیق یا نظام کائنات چلانے میں شریک ہیں؟ مشرکین کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کا کیا جواز ہے؟ وہ جان لیں کہ یہ کائنات ایک روز فنا ہوگی، پھر قیامت قائم ہوگی اور ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ ملے گا۔ خیر اسی میں ہے کہ مشرکین کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا دیں اور شرک کرنے سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک جیسی کھلی ناانصافی اور ظلم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

## آیات ۶ تا ۵

## روزِ قیامت مشرکین کے معبودان کے دشمن ہوں گے

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ ﴿۳۷﴾	اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو پکارتا ہے اللہ کے سوا اُن کو جو نہیں جواب دے سکتے اُسے قیامت کے دن تک اور وہ اُن کی دعاؤں سے غافل ہیں۔
وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴿۳۸﴾	اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ وہ ہوں گے ان کے دشمن اور وہ ان کی عبادت کا انکار کرنے والے ہوں گے۔

بعض مشرکین فرشتوں یا اولیاء اللہ کو معبود مان کر اُن سے دعائیں کرتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔ وہ تمام ہستیاں اُن کی دعاؤں

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

سے غافل ہیں۔ وہ قیامت تک اُن کی دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتیں۔ پھر جب روزِ قیامت واقع ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان مشرکین کی دشمن ثابت ہوں گی۔ اُن کی دعاؤں، سجدوں اور نذرونیاز کی عبادات سے اعلانِ بیزاری کریں گی۔ گویا جن ہستیوں سے شفاعت کی امید تھی وہ اس کے برعکس اظہارِ دشمنی کریں گی

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے

جن پہ تکیہ تھا، وہی پتے ہو ادینے لگے

آیات ۷ تا ۸

قرآن حکیم پر مشرکین کے اعتراضات

اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن کے سامنے ہماری واضح آیات	وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ
کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا حق کے لیے جب وہ آیات اُن کے پاس	قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَبَّا جَاءَهُمْ
یہ کھلا جادو ہے۔	هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ④
کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اسے	أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ
اے نبی! فرمائیے اگر میں نے گھڑ لیا ہے اسے	قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ
تو تم اختیار نہیں رکھتے میرے لیے اللہ کے سامنے کسی چیز کا	فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا
وہ زیادہ جاننے والا ہے اُن باتوں کا تم لگے ہوئے ہو جن میں	هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفْعِلُونَ فِيهِ

وہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے درمیان	كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ①

مشرکین مکہ کے سامنے جب قرآن حکیم کی واضح آیات تلاوت کی جاتیں اور وہ اس کی تاثیر محسوس کرتے تو اس پر ایمان لانے کے بجائے بہتان لگاتے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ واضح طور پر جادو ہے۔ اسے حضرت محمد ﷺ نے خود سے بنالیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ اگر بالفرض حضرت محمد ﷺ اپنے بنائے کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تو وہ ضرور اُن کی پکڑ کرتا اور کوئی اُنہیں اُس کی پکڑ سے بچا نہیں سکتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مشرکین کیسے جھوٹے الزامات لگانے میں مشغول ہیں۔ البتہ وہ بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اگر مشرکین اپنی روش پر نادم ہوں، توبہ کریں اور سچے دل سے نبی اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لے آئیں تو وہ اُن کے تمام سابقہ جرائم معاف فرما دے گا اور اُن پر اپنی رحمت کا سایہ ڈال دے گا۔

### آیات ۹ تا ۱۰

#### حضرت محمد ﷺ سچے نبی ہیں

اے نبی! فرمائیے میں نہیں ہوں کوئی نیا رسولوں میں سے	قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَاءِ مِنَ الرُّسُلِ
اور نہ میں جانتا ہوں کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور نہ (یہ کہ کیا کیا جائے گا) تمہارے ساتھ	وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ
میں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف	إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ
اور میں نہیں ہوں مگر صاف صاف خبردار کرنے والا۔	وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ①
اے نبی! فرمائیے کیا تم نے دیکھا اگر ہوا یہ قرآن اللہ کی طرف سے	قُلْ ادْعَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَكَفَرْتُمْ بِهِ	پھر تم نے انکار کیا اس کا
وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ	اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے اس جیسی کتاب پر
فَأَمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ	پھر وہ ایمان لے آیا ہے اور تم نے تکبر کیا
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ①	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مشرکین مکہ کو آگاہ کر دیں کہ:

i- میں بالکل اسی طرح سے اللہ کا رسول ہوں جیسے مجھ سے قبل بھی کئی رسول دنیا میں تشریف لائے۔ گویا میں نے کسی انوکھی بات کا دعویٰ نہیں کیا۔

ii- میں اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں جسے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا اور تمہارا کیا انجام ہو گا؟

iii- میں مکمل طور پر اُس ہدایت کی پیروی کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

iv- میں تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور اپنے دنیوی کردار کی جوابدہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کیے جاؤ گے۔

v- میری رسالت کا ثبوت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے میری رسالت کی تصدیق کی ہے اور وہ ایمان لے آیا ہے۔ ابن کثیر نے یہاں گواہ سے مراد بنی اسرائیل کا عام آدمی لیا ہے۔ گویا قرآن کی طرح کی تعلیمات وحی کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کے سامنے تورات کی شکل میں آچکی ہیں اور ایک عام آدمی اُن کو مان چکا ہے جبکہ مشرکین مکہ کا غرور اور تکبر ایمان لانے میں رکاوٹ ہے۔ البتہ اکثر مفسرین کے نزدیک آیت ۱۰ مدنی ہے اور اس میں یہودی عالم دین حضرت عبداللہ بن سلام کا ذکر ہے۔ اس تفسیر کی بنیاد سیدنا سعد بن ابی وقاص کا یہ بیان ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی تھی (بخاری، مسلم)۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے نبی اکرم ﷺ کا اُس وقت شرف دیدار حاصل کیا

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

جب آپ ﷺ ہجرت کے وقت مدینہ پہنچے اور انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی فرمایا: **إِنَّ هَذَا الْوَجْهَ لَيْسَ بِوَجْهِكَ ذَاذِ** "بلاشبہ یہ چہرہ کوئی جھوٹا چہرہ نہیں ہے۔"

باغبان نے آگ دی جب آشیانے کو مرے

جن پہ تکیہ تھا، وہی پتے ہو ادینے لگے

## آیات ۱۱ تا ۱۲

## قرآنِ حکیم کی عظمت

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اُن کے بارے میں جو ایمان لائے
لَوْ كَانَ خَيْرًا	اگر ہوتا یہ قرآن کچھ بھی بہتر
مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ	وہ نہ بڑھتے ہم سے پہلے اس کی طرف
وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ	اور جب اُنہوں نے ہدایت نہ پائی اس سے
فَسَيَقُولُونَ هَذَا إِنْفَكٌ قَدِيمٌ ⑩	تو وہ کہیں گے یہ پرانا جادو ہے۔
وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً	اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی
وَهَذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا	اور یہ ایک تصدیق کرنے والی کتاب عربی زبان میں ہے
لِيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا	تاکہ خبردار کرے اُن لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا
وَبُشْرَى لِّلْمُحْسِنِينَ ⑪	اور بشارت ہے نیکی کرنے والوں کے لیے۔

مشرکین مکہ قرآن حکیم پر طنز کرتے ہوئے بڑے تکبر سے کہتے تھے کہ اگر قرآن واقعی کوئی اعلیٰ کلام ہوتا تو سب سے پہلے

[illegible]

قریش کے معزز سردار اس پر ایمان لاتے۔ ان آیات میں قریش کے طغز کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا:

i۔ قرآنِ حکیم اعلیٰ ترین کلام ہے۔ البتہ مشرکین مکہ کا باطن خبیث ہے اور خبیث شے پر کوئی اعلیٰ اور لطیف شے مفید اثرات مرتب نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کر سکے اور اسے پرانی من گھڑت بات قرار دے رہے ہیں۔

ii۔ قرآنِ حکیم پرانی من گھڑت بات نہیں بلکہ وہ قدیم حق ہے جس کی دعوت تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں۔ پہلے تورات لوگوں کے لیے امام اور رحمت تھی اور اب یہ مقام قرآنِ حکیم کو حاصل ہو گیا ہے۔

iii۔ قرآنِ حکیم سب سے زیادہ فصیح و بلیغ زبان یعنی عربی میں نازل کیا گیا ہے۔ یہ زبان قیامت تک زندہ رہے گی اور لوگ اس زبان کو سیکھ کر فہم قرآن اور ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔

iv۔ قرآنِ حکیم کی دعوت بہت سادہ اور بے لاگ ہے۔ جو لوگ اس کی تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے وہ ظالم ہیں اور بدترین انجام سے دوچار ہوں گے۔ اس کے برعکس جو لوگ ان تعلیمات پر عمل کریں گے وہی ایسے نیک سیرت لوگ ہیں جن کے لیے عظیم اجر کی بشارت ہے۔

### آیات ۱۳ تا ۱۴

#### ایک مثالی کردار

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے	إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ
پھر ڈٹ گئے (اس پر)	ثُمَّ اسْتَقَامُوا
تو نہیں ہوگا کوئی خوف ان پر	فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
اور وہ نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔	وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۳﴾

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



یہ لوگ جنت والے ہیں	أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ
ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں	خَالِدِينَ فِيهَا
بدلہ ہے اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔	جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾

قرآنِ حکیم کی تعلیمات کے مطابق مثالی کردار یہ ہے کہ انسان تسلیم کرے کہ میرا رب یعنی میرا خالق، مالک، رازق اور تمام ضروریات پوری کرنے والا صرف اور صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔ پھر وہ اپنے اس عقیدے پر استقامت کا مظاہرہ کرے یعنی اُسے صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ ہو، اُسی کا خوف ہو، اُسی سے امید ہو، وہ اُس کے ہر فیصلے پر راضی ہو، وہ اُس کی مکمل اطاعت کرے اور اُس کی مرضی کو جاری و ساری کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے خوش نصیب انسان کو اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ نہ وہ ماضی کے حادثات پر غمگیں ہوتا ہے اور نہ ہی مستقبل کے اندیشوں سے فکر مند۔ ایسے خوش نصیب لوگ ہی جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

### آیات ۱۵ تا ۱۶

اللہ کا بندوں کے لیے عظیم تحفہ... ایک ایمان افروز دعا

اور ہم نے وصیت کی انسان کو اُس کے والدین کے ساتھ بھلائی کی	وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا
اٹھایا اُسے اُس کی ماں نے تکلیف سے	حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا
اور جنم دیا اُسے تکلیف سے	وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا
اور اُس کا حمل اور اُس کا دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہے	وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا
یہاں تک کہ جب وہ پہنچا اپنی پختگی کو	حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً	اور پہنچا چالیس برس کو
قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ	اُس نے کہا اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا جو کہ تو نے انعام کی مجھ پر
وَعَلَى وَالِدَيَّ	اور میرے ماں باپ پر
وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ	اور یہ کہ میں عمل کروں اچھا تو پسند فرمائے جسے
وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي	اور اصلاح فرما دے میرے لیے میری اولاد میں
إِنِّي تَبْتُ إِلَيْكَ	بے شک میں نے رجوع کیا تیری طرف
وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾	اور بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔
أُولَئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا	یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم قبول کرتے ہیں اُن کی طرف سے وہ بہترین عمل جو انہوں نے کیا
وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ	اور ہم درگزر کرتے ہیں اُن کی برائیوں کو
فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ	وہ جنت والوں میں ہیں
وَعَدَ الصَّادِقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾	سچے وعدے کے مطابق جو اُن سے کیا جا رہا ہے۔

آیت ۱۵ میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی اور خاص طور پر بچہ کی پیدائش اور پرورش کے حوالے سے ماں کی مشقت کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین اور خاص طور پر والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! والدین کے حقوق کے ذکر کے بعد واضح کیا گیا کہ انسان فکری اعتبار سے ۴۰ برس کی عمر میں پختگی حاصل کرتا ہے۔ عمر کے اس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ بارگاہ الہی میں یوں عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب!

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

i۔ تو ہی مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اُن تمام نعمتوں کے شکر کا حق ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں۔

ii۔ تو ہی مجھے اس قابل بنا کہ میں وہ نیکیاں کر سکوں جس سے مجھے تیری رضا حاصل ہو جائے۔

iii۔ میری اولاد کو اس طرح نیک بنادے کہ وہ میرے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔

iv۔ میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی فرمانبرداری کا عہد کرتا ہوں۔

آیت ۱۶ میں بشارت دی گئی کہ ایسے نیک بندے کے گناہوں سے اللہ تعالیٰ صرف نظر فرمائے گا، اُس کی تمام نیکیاں قبول کی جائیں گی اور وہ جنت کی نعمتوں سے سدا لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمائے اور مذکورہ بالا دعاؤں کو اپنے مستقل وظائف میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

### آیات ۱۷ تا ۱۹

#### برا کردار اور اُس کا برا انجام

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ	اور وہ جس نے کہا اپنے ماں باپ سے
أُفٍّ لَّكُمَا	افسوس ہے تم دونوں پر!
أَتَعِدُنِي	کیا تم دھمکی دیتے ہو مجھے
أَنْ أُخْرَجَ	کہ میں نکالا جاؤں گا (قبر سے)
وَقَدْ خَلَّتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي	حالانکہ گزر چکیں بہت سی قومیں مجھ سے پہلے
وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ	اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ سے
وَيْلَكَ أَمِنْ	ہلاکت ہو تیرے لیے! ایمان لے آ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے	اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
تو وہ کہتا ہے یہ نہیں ہیں مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔	فَيَقُولُ مَا هَذَا اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ﴿١٦﴾
یہ وہ لوگ ہیں ثابت ہو گئی جن پر بات (عذاب کی)	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
اُن امتوں میں جو گزر چکیں اِن سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے	فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّ وَالْاِنْسِ
بے شک یہ خسارہ پانے والے ہیں۔	اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٧﴾
اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں اُس میں سے جو اُنہوں نے عمل کیے	وَلِكُلِّ دَرَجَتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا
اور تاکہ پورا پورا دے اللہ اُنہیں اُن کے اعمال کا بدلہ	وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ
اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔	وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾

ایسا شخص انتہائی بد نصیب ہے جس کے والدین نیک ہوں لیکن وہ اُن کی نافرمانی کرتے ہوئے گمراہی کی راہ اختیار کرے۔ والدین اُسے تلقین کریں کہ اس حقیقت پر ایمان رکھو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ وہ پلٹ کر کہے کہ یہ بات حقیقت نہیں افسانہ ہے۔ ماضی میں بھی اس سے ڈرایا جاتا رہا ہے۔ آج تک کوئی انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہوا۔ ایسا کردار رکھنے والے لوگ اگر توبہ نہیں کریں گے تو اُن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کے قانون کا اطلاق ہو گا اور وہ دائمی خسارے سے دوچار ہوں گے۔ جہنم میں جرائم کے مطابق درجہ بندی ہوگی۔ بڑے مجرم زیادہ شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ بڑے مجرموں میں وہ بھی شامل ہے جسے نیک والدین اور اچھا ماحول ملا لیکن وہ پھر بھی گمراہی کی روش پر چلتا رہا۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## آیت ۲۰

کافروں کو نیکی کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ	اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے آگ پر
أَذْهَبْتُمْ طِبَابَكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا	تم نے لیں اپنے حصے کی پاکیزہ چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں
وَأَسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا	اور تم فائدہ اٹھا چکے اُن سے
الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ	سو آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا ذلت کے عذاب کا اس لیے کہ
تُسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ	تم تکبر کیا کرتے تھے زمین میں ناحق
وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿۲۰﴾	اور اس لیے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت کافر جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے۔ اُن کی حسرت میں اضافہ کے لیے اُن سے کہا جائے گا کہ تمہیں تمہارے اچھے کاموں کا بدلہ دنیا میں دے دیا گیا اور وہاں تم نے اپنے حصہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا لیا۔ اب آخرت میں تمہیں تمہارے کفر کی سزا ملے گی۔ یہاں تمہیں سب کے سامنے ذلیل کر کے شدت والا عذاب دیا جائے گا۔ اس رسوا کرنے والے انجام کی وجہ یہ ہے کہ تم نے ایمان لانے والوں کو حقیر سمجھ کر اُن کا مذاق اڑایا، بڑے تکبر سے ایمان لانے کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور ڈھیٹ بن کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانیاں کرتے رہے۔

## آیات ۲۱ تا ۲۳

ماضی سے برے کردار کی ایک مثال

وَإِذْ كُنَّا نَسُودُ	اور اے نبی! ذکر کیجئے عاد کے بھائی (سیدنا ہودؑ) کا
-----------------------	--

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْاَحْقَافِ	جب اُنہوں نے خبردار کیا اپنی قوم کو احقاف میں
وَقَدْ خَلَّتِ النَّذْرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ	اور گزر چکے خبردار کرنے والے اُن سے پہلے اور اُن کے بعد (یہ کہتے ہوئے)
اِلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ	یہ کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ ہی کی
اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۱﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب سے۔
قَالُوْۤا اِجْعَلْنَا لِنَا فِکْرًا عَنِ الْهَتٰنَا	اُنہوں نے کہا کہ اے ھود! کیا تم آئے ہو ہمارے پاس اس لیے تاکہ پھیر دو ہمیں ہمارے معبودوں سے؟
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا	سو لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو
اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۲﴾	اگر تم سچے ہو۔
قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ	فرمایا ھود نے اصل علم تو اللہ کے پاس ہے
وَاُبَلِّغُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِہٖ	اور میں پہنچاتا ہوں تمہیں وہ کچھ، مجھے بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ
وَلٰکِنِّیْۤ اُرٰکُمْ قَوْمًا تَجْہَلُوْنَ ﴿۱۳﴾	اور لیکن میں دیکھ رہا ہوں تمہیں کہ تم لوگ جہالت کی باتیں کر رہے ہو۔

قوم عاد کی طرف سیدنا ھودؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ اُنہیں خبردار کیا کہ اگر اُس کی بندگی نہ کی تو ایک بڑے دن کا عذاب تم پر مسلط ہو جائے گا۔ قوم نے بڑے تکبر سے کہا کہ کیا ہم تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ ہم ایسا نہیں کریں گے، جو عذاب ہم پر لانا ہے لے آؤ۔ سیدنا ھودؑ نے فرمایا کہ عذاب اللہ تعالیٰ لائے گا اور وہی جانتا ہے

---



---



---



---



---



---



---



---



---



---

کہ ایسا کب ہوگا؟ البتہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ میں اپنی ذمہ داری پوری کرتا رہوں گا خواہ تم کتنی ہی جہالت کا مظاہرہ کرتے رہو

اک طرزِ تغافل ہے سو وہ اُن کو مبارک  
اک عرضِ تمنا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے

آیات ۲۴ تا ۲۵

جسے رحمت سمجھ رہے تھے وہی رحمت ثابت ہوئی

فَلَمَّا رَاوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ	تو جب اُنہوں نے دیکھا اُسے ایک بادل کی صورت میں بڑھنے والا اُن کی وادیوں کی طرف
قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُّبِطٌ نَّآ	کہنے لگے یہ ایک بادل ہے بارش برسانے والا ہم پر
بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ	بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے تم نے جلدی مانگا تھا جسے
رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٤﴾	آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔
تُدْمِرُ كُلَّ شَيْءٍ عِمْ بِأَمْرِ رَبِّهَا	برباد کر رہی تھی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے
فَاَصْبَحُوا لَا يَرَىٰ اِلَّا مَسْكِنُهُمْ	پھر وہ ایسے ہو گئے کہ دکھائی نہ دیتا تھا کچھ بھی سوائے اُن کے گھروں کے
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾	اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم لوگوں کو۔

جب قوم عاد پر عذاب کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی کا طوفان اُن کی بستیوں کی طرف بھیجا۔ وہ اُسے دور سے آتا دیکھ کر ایک گاڑھا بادل سمجھے اور بہت خوش ہوئے کہ یہ ہم پر برسے گا اور رحمت کی بارش ہماری کھیتیوں کو سرسبز و شاداب کر دے گی۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

حقیقت یہ تھی کہ وہ تیز آندھی عذاب کی صورت اختیار کرتی گئی۔ اُس کی شدت بڑھتی گئی اور اُس نے سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ اہل ایمان کے سوا قوم کا ہر فرد اُس کی زد میں آکر ہلاک ہو گیا۔ آخر میں صورت یہ تھی کہ اونچے اونچے اور شاندار محلات تو باقی رہ گئے لیکن اُن میں بسنے والے تباہ و برباد ہو گئے۔ وہ مجرم قوم اسی انجام کی مستحق تھی۔

### آیت ۲۶

ہلاک ہونے والی قومیں زیادہ طاقتور تھیں

اور یقیناً ہم نے اختیار دیا تھا انہیں ایسی چیزوں میں کہ اختیار نہیں دیا تمہیں اُن میں	وَلَقَدْ مَكَّنَّهُمْ فِيمَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ
اور ہم نے دے رکھے تھے انہیں کان اور آنکھیں اور دل	وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَبْعًا وَابْصَارًا وَافِدَةً
پھر کام نہ آئے انہیں اُن کے کان اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُن کے دل کچھ بھی	فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ سَبْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفِيدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ
جب وہ انکار کر رہے تھے اللہ کی آیات کا	إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ
اور آگھیرا انہیں اُس چیز نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔	وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٢٦﴾

اس آیت میں مشرکین مکہ اور بعد میں آنے والی ہر سرکش قوم کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ ماضی میں جن قوموں کو ہلاک کیا گیا وہ قوت اور وسائل کے اعتبار سے بہت آگے تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سمجھ بوجھ کی بھی بہت صلاحیت دی تھی۔ بد قسمتی سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے انعامات، اُس کی اطاعت میں لگانے کے بجائے اُس کی نافرمانی میں صرف کیے۔ کانوں، آنکھوں اور سوچ بچار کے لیے دلوں سے اتنا ہی کام لیا جتنا ایک جانور لیتا ہے یعنی وہ کام جو دنیا کے مال و متاع کے حصول کے لیے مفید ہو۔ دنیا کے کام میں عقلمند تھے لیکن وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت درست ہو۔ دنیا میں بھی جب اُن پر عذاب آیا تو اُن کی عقلمندی اُن کے کسی کام

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



نہ آسکی۔ سرکشی پر جب انہیں عذاب کی وعید سنائی گئی تو اپنی قوت و اسباب پر ناز کرنے لگے اور عذاب کی وعید کا مذاق اڑایا۔ آخر کار اُسی عذاب نے انہیں ملیا میٹ کر دیا جس کا وہ مذاق اڑا رہے تھے۔

### آیات ۲۷ تا ۲۸

خود ساختہ معبودوں نے تباہی سے کیوں نہ بچایا؟

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقَرْيِ	اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا انہیں جو تمہارے ارد گرد ہیں بستیوں میں سے
وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ	اور ہم نے پھر پھر کر بیان کیں آیات
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۷﴾	شاید کہ یہ باز آجائیں۔
فَلَوْلَا نَصْرُهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا إِلَىٰ إِلَهِهِ	پھر کیوں نہ مدد کی ان کی انہوں نے جنہیں بنایا تھا ان لوگوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کے لیے معبود
بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ	بلکہ وہ گم ہو گئے ان سے
وَذَلِكِ إِفْكَهُمُ	اور یہ ان کا جھوٹ تھا
وَمَا كَانُوا يَفْقَهُونَ ﴿۲۸﴾	اور وہ بات تھی جو یہ گھڑا کرتے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو دعوتِ غور و فکر دے رہا ہے۔ اُس نے کئی ایسی قوموں کو ہلاک کیا جن کا یہ عقیدہ تھا کہ اُن کے خود ساختہ معبود انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالیں گے۔ ثابت ہوا کہ اُن کا یہ عقیدہ جھوٹا اور بے بنیاد تھا۔ مشکل وقت میں کوئی اُن کے کام نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کے ذریعہ اُن پر حقیقت واضح کر دی تھی کہ اُس کے سوا کوئی مشکل کشا اور

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

مددگار نہیں۔ انہوں نے اس کے باوجود شرک کیا اور خود ہی اپنی بربادی کو دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

### آیات ۲۹ تا ۳۰

### قرآن حکیم کی عظمت... جنات کی زبانی

اور اے نبی! جب ہم نے پھیر آپ کی طرف ایک گروہ کو جنوں میں سے	وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنَّ
جو غور سے سنتے تھے قرآن	يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ
جب وہ پہنچے اُس کے پاس کہنے لگے خاموش ہو جاؤ	فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا
جب وہ پورا ہوا وہ لوٹے اپنی قوم کی طرف خبردار کرنے والے بن کر۔	فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنْذِرِينَ ﴿٢٩﴾
انہوں نے کہا اے ہماری قوم!	قَالُوا يَاقَوْمَنَا
بے شک ہم نے سنی ہے ایک کتاب جو نازل کی گئی ہے موسیٰ کے بعد	إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ
تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں	مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
ہدایت دیتی ہے حق کی طرف	يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ
اور سیدھے راستے کی طرف۔	وَإِلَى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

ان آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کی ایک جماعت کو آپ ﷺ کی طرف بھیج دیا۔ جیسے ہی وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچے انہوں نے ایک دوسرے کو خاموش رہنے اور توجہ سے قرآن کی تلاوت سننے کی تلقین کی۔ جب آپ ﷺ نے تلاوت کا سلسلہ ختم کیا تو وہ فوراً اپنی قوم کی طرف گئے اور جا کر کہا کہ ہم نے دل کو متاثر کرنے والا کلام سنا ہے۔ یہ اللہ کی وہ کتاب ہے جو تورات کے بعد نازل کی گئی ہے۔ یہ سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے اور بالکل سیدھے اور برحق راستے کی طرف ہدایت دے رہی ہے۔ گویا یہ جنات پہلے سے تورات اور دیگر آسمانی کتابوں پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ قرآن حکیم سننے کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ یہ وہی تعلیم ہے جو پچھلے انبیاء دیتے چلے آرہے ہیں۔ اس لیے وہ قرآن حکیم اور اس کے لانے والے رسول ﷺ پر بھی ایمان لے آئے۔

### آیات ۳۱ تا ۳۲

#### حق کی دعوت... جنات کی زبانی

یَقُولُ مَنْ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ	(جنات نے کہا) اے ہماری قوم! قبول کرو دعوت اللہ کی طرف بلانے والے کی
وَأٰمِنُوْا بِهِ	اور ایمان لاؤ اُس پر
يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ	اللہ بخش دے گا تمہیں یعنی تمہارے گناہ
وَيَجْزِيَكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۱	اور بچالے گا تمہیں دردناک عذاب سے۔
وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ	اور جس نے قبول نہیں کی دعوت اللہ کی طرف بلانے والے کی
فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ	تو وہ نہیں ہے بے بس کرنے والا (اللہ کو) زمین میں
وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءُ	اور نہ ہوں گے اُس کے لیے اللہ کے سوا حمایتی

أُولَٰئِكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٣٦﴾

اور یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

جنات نے اپنی قوم کے سامنے قرآن کے حق ہونے کی گواہی دینے کے بعد اس حق کو قبول کرنے کی دعوت پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ اُس داعی حق کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ایمان لے آؤ جس پر قرآن جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی ہے۔ ایسا کرنے والے خوش نصیبوں کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اور انہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔ البتہ اگر ہم نے حق کی دعوت کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہ ہم خود بچ سکیں گے اور نہ کوئی ہمیں بچا سکے گا۔ بلاشبہ ایسی روش کھلی گمراہی ہے اور بدترین خسارے میں لے جانے والی ہے۔

انسانوں کے لیے غور و فکر کا مقام ہے کہ جنات نے صرف ایک بار قرآن سنا اور نہ صرف اُس پر ایمان لائے بلکہ دوسروں کو بھی ایمان لانے کی دعوت دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسی طرز عمل کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی سب سے بہترین طرز عمل ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری) "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور اُسے سکھائیں"۔

### آیات ۳۳ تا ۳۴

پوری کائنات کا خالق، کیا انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟

اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو	أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اور وہ نہیں تھکا ان کے پیدا کرنے سے	وَلَمْ يَعْ يَخْلُقْهُمْ
وہ قادر ہے اس پر کہ زندہ کر دے مردوں کو	بِقَدْرِ عَلٰی اَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰی
کیوں نہیں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔	بَلٰی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے آگ پر	وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ
(اللہ پوچھے گا) کیا یہ حق نہیں ہے؟	أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ
وہ کہیں گے کیوں نہیں (حق ہے) ہمارے رب کی قسم	قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا
اللہ فرمائے گا چکھو عذاب کا مزہ اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔	قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۶﴾

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کتنی وسیع و عریض کائنات بنائی ہے اور وہ اس عمل سے ہر گز نہیں تھکا۔ یہود کا یہ تصور من گھڑت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں کائنات بنائی اور وہ تھک گیا۔ پھر اُس نے ساتویں دن آرام کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے۔ بلاشبہ اتنی عظیم کائنات بنانے والا اس پر قادر ہے کہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنے والے روز قیامت جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تمہیں دوبارہ زندہ ہونے کا یقین آگیا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ اب اپنے انکار کی سزا پاؤ اور ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتے رہو۔

### آیت ۳۵

#### نبی اکرم ﷺ کو صبر کی تلقین

پس اے نبی! صبر کیجئے جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا	فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
اور جلدی نہ کیجئے ان کے لیے	وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ
گویا کہ یہ اُس روز دیکھیں گے وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (تو سمجھیں گے)	كَانَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وہ نہیں رہے (دنیا میں) مگر ایک گھڑی دن کی	لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ
پہنچا دینا ہے (یہ پیغام)	بَلَّغٌ
تو کیا ہلاک ہوگا کوئی اور سوائے نافرمان لوگوں کے؟	فَهَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ﴿۳۵﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تلقین کی کہ وہ کفار کی ہٹ دھرمی پر اُسی طرح صبر کریں جیسے ماضی میں اللہ تعالیٰ کے باہمت رسولوں نے کیا۔ کفار پر عذاب کے حوالے سے جلدی نہ کریں۔ عنقریب قیامت آئے گی۔ اُس روز کافر دنیا کی زندگی کی مدت کو محض ایک لمحہ سمجھیں گے۔ افسوس کریں گے کہ انہوں نے مختصر وقت کی لذتوں کو ترجیح دی اور آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے کوشش نہ کی۔ اس بیان میں دنیا پرستوں کے لیے ایک پیغام ہے۔ اگر انہوں نے اس پیغام سے سبق نہ سیکھا تو پھر ایسے فاسقوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## سورہ محمد (ﷺ)

انسانوں کے تین کرداروں کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں انسانوں کے تین گروہوں یعنی مومنین، کافرین، اور منافقین کا کردار اور اُن کا انجام بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۵ مومنوں اور کافروں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۶ تا ۳۱ منافقانہ کردار کی مذمت
- آیات ۳۲ تا ۳۴ کافروں کی مذمت
- آیات ۳۵ تا ۳۸ مومنوں کے لیے ہدایات
- آیات ۱ تا ۳
- دو قومی نظریہ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا	وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ①	اُس نے برباد کر دیے اُن کے اعمال۔
وَالَّذِينَ آمَنُوا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَأَمِنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ	اور ایمان لائے اُس پر جو نازل کیا گیا محمدؐ پر
وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ	اور وہی حق ہے اُن کے رب کی طرف سے
كَفَرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ	اللہ نے دور کر دیں اُن سے اُن کی خطائیں
وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ②	اور سنوار دیا گیا اُن کا حال۔
ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ	یہ اس لیے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے پیروی کی باطل کی
وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ	اور بے شک جو ایمان لائے انہوں نے پیروی کی حق کی اپنے رب کی طرف سے
كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ③	اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ لوگوں کے لیے اُن کی مثالیں۔

ان آیات میں دو قومی نظریہ کا بیان ہے۔ دنیا میں دو ہی گروہ ہیں ایک کافر اور دوسرے مومن :

i- کافر وہ ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رسول ماننے سے انکار کیا اور دوسروں کو یہ سعادت حاصل کرنے سے روکا۔ اُن کی تمام

نیکیاں اللہ تعالیٰ نے برباد کر دیں۔ یہ برا انجام اس لیے ہوا کہ انہوں نے حق کے بجائے باطل کی پیروی کی۔

ii- مومن وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کو رسول مانا، اُن کی بیان کردہ تمام تعلیمات پر ایمان لائے اور پھر اُن کی تمام

ہدایات پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تمام خطائیں معاف فرمادیں اور ہمیشہ کے لیے اُن کا حال سنوار دیا۔ یہ انعام اس لیے ملا کہ

انہوں نے حق کی پیروی کی۔

ایک تیسرا گروہ منافقین کا بھی ہے جو ایمان لانے کا محض زبانی دعویٰ کرتا ہے۔ دنیا میں اُن کا شمار مومنوں میں کیا جاتا ہے لیکن

آخرت میں ان بد نصیبوں کا حشر کافروں کے ساتھ ہوگا۔



آیت ۲ میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر خاص طور پر کیا گیا کیونکہ مومن وہی ہے جو آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے۔ آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان ہی مومن کو کافر سے جدا کرتا ہے۔ اسی لیے اقبال نے مندرجہ ذیل اشعار میں مسلمانوں کو قوم رسول ہاشمی ﷺ کہا ہے

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر  
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ﷺ  
اُن کی جمیعت کا ہے ملک و نسب پر انحصار  
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمیعت تری  
آیات ۶ تا ۴

کافروں کے ساتھ جنگ کے بارے میں ہدایات

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ	پھر جب تم مقابل ہو اُن کے جنہوں نے کفر کیا تو خوب اڑاؤ گردنیں
حَتَّىٰ إِذَا أَتَخْتَنُّهُمْ	یہاں تک کہ جب تم خوب قتل کر چکوا نہیں
فَشُدُّوا الرِّقَابَ	تو مضبوطی سے جکڑ لو
فَمَا مِمَّا بَعْدُ وَإِنَّمَا فِدَاءٌ	پھر یا تو احسان کرنا ہے بعد میں یا فدیہ لینا ہے
حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا	یہاں تک کہ ڈال دے جنگ اپنے ہتھیار
ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرْنَا مِنْهُمْ	یہی حکم ہے اور اگر چاہے اللہ تو بدلہ لے لے اُن سے
وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ	اور لیکن وہ آزماتا ہے تم میں سے کچھ کو دوسروں سے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَالَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	اور جو لوگ قتل کر دیے گئے اللہ کی راہ میں
فَكَانَ يُضِلُّ أَعْمَالَهُمْ ①	تو وہ ہر گز ضائع نہیں کرے گا اُن کے اعمال۔
سَيَهْدِيهِمْ	وہ راہ دکھائے گا اُنہیں (جنت کی)
وَيُضِلُّهُمْ بِالْهَمِّ ②	اور سنوار دے گا اُن کا حال۔
وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ	اور داخل کرے گا اُنہیں جنت میں
عَرَفَهَا لَهُمْ ③	پہچان کرا چکا ہے جس کی وہ اُنہیں۔

غزوہ بدر سے قبل اس آیت کے ذریعہ مومنوں کو ہدایت دی گئیں کہ جو کافر اسلام کے خلاف میدانِ جنگ میں آجائیں ان کی خوب خون ریزی کر کے کمر توڑ دی جائے۔ ہاں جب وہ پوری طرح سے شکست تسلیم کر لیں تو پھر میدانِ جنگ میں گرفتار ہونے والوں کی جان بخشی کر کے اُنہیں غلام بنایا جاسکتا ہے۔ بعد میں فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ کے بھی آزاد کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر جنگ کے کافروں کو عذاب کے ذریعہ ہلاک کر سکتا ہے لیکن وہ مومنوں کو آزمانا چاہتا ہے۔ جو مومن پامردی کے ساتھ کافروں سے جنگ کرتے ہیں اور پھر جامِ شہادت نوش کرتے ہیں، اُن کی یہ قربانی ہر گز رائیگاں نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں دائمی کامیابی عطا فرمائے گا، اُن کا حال سنوار دے گا اور اُنہیں روزِ قیامت اُس جنت میں داخل فرمائے گا جس کی نعمتوں سے وہ شہادت کے فوراً بعد ہی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین!

### آیت ۷

اللہ تعالیٰ کی مدد کن کے لیے آتی ہے؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ	اگر تم مدد کرو گے اللہ کی

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وہ مدد کرے گا تمہاری	يُنْصِرُكُمْ
اور جمادے گا تمہارے قدموں کو۔	وَيُثَبِّتُ أَقْدَامَكُمْ ⑥

اس آیت میں بشارت دی گئی کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہماری مدد فرمائے گا اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے قدم جمادے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد یعنی :

i۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا۔

ii۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے مال و جان سے بھرپور کوشش کرنا۔

iii۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کے لیے مال و جان سے اجتماعی جدوجہد کرنا۔

ہم نے اپنی ان دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے حوالے سے غفلت کی روش اختیار کی لہذا اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو گئے اور آج دنیا میں ذلت اور رسوائی سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے حوالے سے تمام ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی نصرتِ خاص سے ہماری مدد فرمائے۔ آمین!

### آیات ۸ تا ۱۱

کافر برباد ہو کر رہیں گے

اور جن لوگوں نے کفر کیا	وَالَّذِينَ كَفَرُوا
سو ہلاکت ہے اُن کے لیے	فَتَعْسًا لَهُمْ
اور اللہ نے برباد کر دیے اُن کے اعمال۔	وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ⑧
یہ اس لیے کہ اُنہوں نے ناپسند کیا اُسے جو نازل کیا اللہ نے	ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ
تو اُس نے ضائع کر دیے اُن کے اعمال۔	فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ⑨

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ	تو کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ	پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن کا جو ان سے پہلے تھے
دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ	تباہی ڈال دی اللہ نے اُن پر
وَالْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۝۱۰	اور کافروں کے لیے اسی جیسی (سزائیں) ہیں۔
ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا	اس لیے کہ اللہ رفیق ہے اُن کا جو ایمان لائے
وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ۝۱۱	اور بے شک جو کافر ہیں نہیں کوئی رفیق اُن کے لیے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ کافر تباہ و برباد ہو کر رہیں گے اور اُن کی کوئی نیکی بھی اُن کے کام نہ آئے گی۔ اُن کا جرم یہ ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو ناپسند کیا لہذا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کے نیک کاموں کے اجر سے محروم کر دیا۔ تاریخ انسانی گواہ ہے کہ ماضی میں کافر برے انجام سے دوچار ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مومنوں کو توہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد اور عنایات کا سہارا ہے جبکہ کافروہ بد نصیب ہیں جن کا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔ اُن کی محرومی و بربادی یقینی ہے۔

### آیت ۱۲

کافر دنیا میں کیوں مزے کر رہے ہیں؟

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا	بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
وَالَّذِينَ كَفَرُوا	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں	يَتَّبِعُونَ
اور کھا رہے ہیں جس طرح کھاتے ہیں چوپائے	وَيَاكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ
اور آگ ٹھکانہ ہے اُن کے لیے۔	وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۱۲

کافر دنیا میں خوب عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ سچے مومنوں کو جائز و ناجائز کی پابندیوں کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں کے لیے آخرت میں کوئی خیر نہیں اور انہیں دنیا میں نعمتیں اس طرح دی جا رہی ہیں جیسے جانور کھاتے پیتے اور مختلف نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ جانوروں کی طرح کھانے پینے میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کے بجائے کھانے پینے کو ہی مقصدِ زندگی سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس مومن حلال و حرام کی تمیز اور احکاماتِ شریعت کی پابندیوں میں محدود ہو کر اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ لہذا اُن کے لیے آخرت میں ایسے باغات ہیں جہاں اُن کی ہر خواہش پوری کی جائے گی۔ اس حقیقت کو نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم)

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی محدود زندگی میں شریعت کے احکامات کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی دائمی اور بہترین نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳ تا ۱۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اور اے نبی! کتنی ہی بستیاں ہیں	وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ
وہ زیادہ سخت تھیں قوت میں آپ کی اس بستی سے	هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجْتَكَ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

جس نے نکالا ہے آپ کو	
ہم نے ہلاک کر دیا اُس بستی والوں کو	أَهْلَكْنَاهُمْ
تو نہ تھا کوئی مددگار اُن کے لیے۔	فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝۱۲
بھلا وہ شخص جو ہے ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے	فَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ
اُس کی طرح ہو سکتا ہے کہ خوشنما کر دی گئی جس کے لیے اُس کے عمل کی برائی	كَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ
اور اُنہوں نے پیروی کی اپنی خواہشات کی۔	وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝۱۳

مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کو خانہ کعبہ سے شدید محبت تھی اور بیت اللہ سے دوری کا آپ ﷺ کو دکھ تھا۔ مکہ والوں کے ظلم و ستم پر آپ ﷺ انتہائی رنجیدہ تھے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ ماضی میں جن قوموں کو ہلاک کیا گیا وہ مکہ والوں سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں لیکن نہ وہ خود اپنے دفاع کے لیے کچھ کر سکیں اور نہ ہی کسی اور نے اُن کی مدد کی۔ آپ ﷺ اپنے رب کی رحمت سے واضح ہدایت اور حق پر ہیں۔ دوسری طرف آپ ﷺ کے مخالفین ہیں جو اپنے برے سے برے عمل کو بڑی کامیابی سمجھ رہے ہیں اور سرکشی میں بہکے ہوئے خواہشات کی پیروی کیے چلے جا رہے ہیں۔ اب کیا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں آپ ﷺ اور آپ کے مخالفین برابر ہو سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو سرخرو فرمائے گا اور اُن پر ظلم کرنے والے مشرکین مکہ کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔

### آیت ۱۵

### جنت کے مشروبات

مثال اُس جنت کی وعدہ کیا گیا ہے جس کا پرہیزگاروں سے	مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ
---	--

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اُس میں ہیں نہریں ایسے پانی کی جو نہیں ہے خراب ہونے والا	فِيهَا أَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ
اور نہریں ہیں دودھ کی نہیں بدلے گا جس کا مزہ	وَأَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ
اور نہریں ہیں شراب کی جو لذیذ ہے پینے والوں کے لیے	وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٌ لِلشَّارِبِينَ
اور نہریں ہیں صاف کیے ہوئے شہد کی	وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى
اور اُن کے لیے اُن باغات میں ہر قسم کے میوے ہیں	وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ
اور بخشش ہے اُن کے رب کی طرف سے	وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ
کیا یہ اُس کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ رہنے والا ہے آگ میں	كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ
اور جنہیں پلایا جائے گا کھولتا ہو پانی	وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا
تو وہ کاٹ دے گا اُن کی آنتیں۔	فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝۱۵

اس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ جنت میں چار مشروبات کی نہریں ہوں گی :

i۔ ایسے پانی کی نہر جو ہمیشہ تازہ رہے گا اور کبھی بھی اُس کا ذائقہ، بو اور رنگ تبدیل نہیں ہوں گے۔

ii۔ ایسے دودھ کی نہر جو ہمیشہ تازہ اور خالص رہے گا اور اُس کا ذائقہ کبھی تبدیل نہ ہوگا۔

iii۔ ایسی شراب کی نہر جس میں پینے والوں کے لیے انوکھی لذت ہوگی۔

iv۔ ایسے خالص شہد کی نہر جسے مکمل طور پر صاف کر لیا گیا ہو۔

مشروبات کے علاوہ جنت میں ہر طرح کے میوے بھی ہوں گے۔ یہ انعام ہے متقیوں کا۔ اس کے برعکس کافر جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلیں گے اور اُن کا مشروب وہ کھولتا ہوا پانی ہوگا جو اُن کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

### آیات ۱۶ تا ۱۸ منافقانہ طرزِ عمل

اور اے نبی ! اُن میں سے کچھ سنتے ہیں بظاہر کان لگا کر آپ کی طرف	وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ
یہاں تک کہ جب وہ نکلتے ہیں آپ کے پاس سے	حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ
کہتے ہیں اُن سے جنہیں علم دیا گیا	قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
کیا کہا تھا اُنہوں نے ابھی ابھی	مَاذَا قَالِ اِنْفَا
یہی لوگ ہیں کہ مہرِ کر دی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
اور اُنہوں نے پیروی کی اپنی خواہشات کی۔	وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝۱۶
اور جنہوں نے ہدایت قبول کی	وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا
اللہ نے بڑھادیا اُنہیں ہدایت میں	زَادَهُمْ هُدًى
اور عطا کیا اُنہیں اُن کا تقویٰ۔	وَأَتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝۱۷
پھر وہ انتظار نہیں کر رہے مگر قیامت کا	فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ



اَنْ تَاتِيَهُمْ بَغْتَةً	کہ وہ آجائے اُن پر اچانک
فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا	پس یقیناً آچکی ہیں اُس کی نشانیاں
فَاَنَّى لَهُمْ	کہاں ہوگا اُن کے لیے
اِذَا جَاءَتْهُمْ	جب وہ آجائے گی اُن پر
ذِكْرُهُمْ ۝۱۸	اپنے لیے نصیحت حاصل کرنا۔

منافقین نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سننے کے لیے آپ ﷺ کی مجلس میں آتے اور بظاہر یہ تاثر دیتے کہ وہ بہت توجہ سے آپ ﷺ کی گفتگو سن رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہوتی کہ اُن کا ذہن کسی اور ہی سوچ میں کھویا ہوا ہوتا۔ جب مجلس درخواست ہوتی تو صحابہ کرام سے دریافت کرتے کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ یہ بد نصیب آپ ﷺ کی تعلیمات کی نہیں بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں لہذا بطور سزا اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس کے برعکس صحابہ کرام ہیں جو آپ ﷺ کی مجلس میں ہدایت کے حصول کی نیت سے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی ہدایت میں مزید اضافہ فرما رہا ہے۔ حق واضح ہونے کے باوجود جو شخص خواہشات کی پیروی کر رہا ہے آخر وہ کس بات کا انتظار کر رہا ہے سوائے اس کے کہ آخرت آجائے اور نتیجہ سنا دیا جائے۔ آخرت کی آمد زیادہ دور نہیں، اُس کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اُس کی سب سے بڑی نشانی نبی اکرم ﷺ ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قیامت ہی آئے گی۔ جب قیامت آگئی تو پھر کسی کا اپنی روش پر نادم ہونا یا توبہ کرنا ہر گز مفید نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ منافقانہ روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

### آیت ۱۹

اپنی نیکیوں پر ناز نہیں کرنا چاہیے

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	پس اے نبی ﷺ! جان لیجئے کہ نہیں ہے کوئی معبود
---	--

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ	سوائے اللہ کے
وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ	اور بخشش مانگیے اپنی کوتاہی کی
وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ <sup>۱۹</sup>	اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی (بخشش مانگیے)
	اور اللہ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے کی جگہ اور تمہارے ٹھہرنے کے مقام کو۔

منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش نہیں۔ البتہ اگر سچے مومنین سے خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش کی صورت پیدا فرمادیں گے۔ اسی حوالے سے نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اللہ تعالیٰ معبودِ حقیقی ہے۔ وہ بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ آپ ﷺ اُس کی بارگاہ میں بخشش کی دعا کیجیے۔ اپنے اُن معاملات کے لیے جن میں آپ ﷺ کے عظیم مقام کے معیار کے اعتبار سے کمی رہ گئی اور مومن مردوں اور مومن خواتین کی خطاؤں کے حوالے سے بھی۔ اس بیان میں یہ نصیحت بھی ہے کہ ایک بندہ اپنے رب کی فرمانبرداری کی خواہ اپنی سی کوشش کرتا رہا ہو، اُسے کبھی بھی یہ خیال نہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا وہ میں نے کر دیا۔ بلکہ اُسے ہمیشہ یہی سمجھنا چاہیے کہ میرے مالک کا مجھ پر جو حق تھا وہ میں ادا نہیں کر سکا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا رہے کہ تیری بندگی میں ہونے والی میری ہر کوتاہی سے درگزر فرما۔ آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی نیتوں، ارادوں اور احوال سے خوب واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اِس وقت ایک بندہ کس مقام پر اور کس حال میں ہے اور اُس کا آخری مقام اور انجام کیا ہے؟

### آیات ۲۰ تا ۲۱ منافقین کی بزدلی

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے
-----------------------------	-----------------------------------

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

کون نازل نہیں کی گئی کوئی سورت؟	لَوْلَا نَزَّلْتُ سُورَةً
پھر جب نازل کی گئی ایک واضح سورت	فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ
اور اُس میں ذکر کیا گیا جنگ کا	وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ
آپ دیکھیں گے اُن کو جن کے دلوں میں بیماری ہے	رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ
وہ دیکھتے ہیں آپ کی طرف جیسے دیکھنا ہو اُس شخص کا غشی طاری ہو جس پر موت کی	يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ
پس ہلاکت ہے اُن کے لیے۔	فَأُولَىٰ لَهُمْ ۝۲۰
حکم ماننا چاہیے اور بھلی بات کہنی چاہیے	طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ
جب پکا ہو جائے حکم	فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ
پھر اگر وہ سچے ثابت ہوتے اللہ کے ساتھ	فَأُولَٰئِكَ صَادَقُوا اللَّهَ
تو ہوتا بہتر اُن کے لیے۔	لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝۲۱

مدینہ منورہ آنے کے بعد مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورہ حج آیت ۳۹ کی روشنی میں جنگ کی اجازت مل گئی۔ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ سے جنگ کی تیاری شروع کی تو منافقین مطالبہ کرنے لگے کہ اللہ نے قرآن میں واضح طور پر جنگ کا حکم کیوں نہیں دیا؟ گویا آج کے منکرین حدیث کی طرح منافقین کو بھی اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر اعتماد نہیں تھا بلکہ وہ قرآن سے دلیل دینے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سورۃ البقرہ آیت ۲۱۶ میں جنگ کا واضح حکم دے دیا تو اب منافقین کی جان پر بن آئی۔ وہ خوف سے نبی اکرم ﷺ کی طرف اس طرح دیکھتے تھے جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کے وقت نزع کا عالم طاری ہوتا ہے۔ ایسے بزدلوں کے لیے بربادی ہے۔ مطلوب روش تو یہ ہے کہ کسی

معاملہ میں خلوص سے مشورہ دیا جائے اور پھر صاحب امر جو بھی فیصلہ کرے اُس کی دل و جان سے اطاعت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت سے محفوظ فرمائے اور پورے جذبہ کے ساتھ نظم کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

### آیات ۲۲ تا ۲۳

تربیت یافتہ لوگوں کی حکومت سے خیر پھیلتا ہے

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پھر کیا تم سے اندیشہ ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ
اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ	کہ تم فساد کرو زمین میں
وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾	اور کاٹنے لگو گے اپنی قرابت داریاں۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	یہی وہ لوگ ہیں لعنت کی جن پر اللہ نے
فَاَصْبَحُومُ	پھر بہرا کر دیا انہیں
وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾	اور اندھا کر دیا اُن کی آنکھوں کو۔

منافقین کی خواہش تھی کہ بغیر جنگ اور آزمائش کے دیگر مراحل سے گزرے ہوئے کامیابی حاصل ہو جائے اور اقتدار مل جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی غیب سے مدد فرمائے، کافروں کو نیست و نابود کر دے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو جائے۔ اس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو حکومت نہیں دے گا جو آزمائش کی بھٹیوں سے ابھی نہیں گزرے۔ اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کی حکومت کے ذریعے فساد ختم کرنا چاہتا ہے۔ جو لوگ ابھی خود ہی فساد زدہ ہوں وہ کیسے فساد ختم کریں گے۔ انہیں حکومت مل گئی تو وہ خواہشات کی تسکین کے لیے قتل و غارت گری کریں گے اور اپنوں میں سے جن کو اپنے اقتدار و مفادات کے لیے خطرہ سمجھیں گے، اُن کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ایسا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے اور وہ بڑی سفاکی اور ڈھٹائی سے ظلم کرتے ہیں۔ بلاشبہ عادلانہ حکومت انہی لوگوں کے ذریعہ قائم

ہوگی جن میں تربیت کے مختلف مراحل کے ذریعہ خدا خونی اور تقویٰ پیدا ہو چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد بازی سے محفوظ فرمائے اور مسنون طریقے سے ایک عادلانہ حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

### آیت ۲۴

#### منافقت کا علاج... قرآن پر تدبر

اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ	تو کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں؟
اَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾	یا کچھ دلوں پر پڑے ہوئے ہیں اُن کے تالے۔

اس آیت میں منافقین سے جھنجھوڑنے کے انداز میں پوچھا گیا ہے کہ وہ قرآن حکیم پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ کیا اُن کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں؟ قرآن شِفَاءٌ لِّبَنَاتِ الْصُّدُورِ یعنی سینہ میں موجود بیماریوں کا علاج ہے۔ منافقت دراصل دنیا سے محبت کی بیماری ہے۔ بلاشبہ قرآن حکیم پر غور و فکر انسان کے دل سے دنیا کی محبت کا زنگ اتارتا ہے اور اُس میں نہ صرف ایمان پیدا کرتا بلکہ ایمان کو تقویت بھی دیتا ہے۔ جوں جوں دل میں ایمان تقویت پاتا ہے دل سے شک اور منافقت ختم ہوتی جاتی ہے۔ اب انسان دنیا کی عارضی اور گھٹیا چیزوں کا نہیں بلکہ آخرت کی دائمی اور بہترین نعمتوں کا طلب گار بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب سے محبت عطا فرمائے اور اس کے مضامین پر غور و فکر کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

### آیات ۲۵ تا ۲۶

#### شیطان دھوکہ دے کر منافق بنادیتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ	بے شک جو لوگ پھر گئے اپنی پیٹھوں پر
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى	اس کے بعد کہ جو واضح ہو چکی ہے اُن کے لیے ہدایت
الشَّيْطٰنُ سُوِّى لَّهُمْ	شیطان نے فریب دیا ہے انہیں

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَأْمُلْ لَهُمْ ۝۲۵	اور امیدیں دلائی ہیں انہیں۔
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ	اس لیے کہ انہوں نے کہا ایسے لوگوں کے لیے جنہوں نے ناپسند کیا وہ جو نازل کیا ہے اللہ نے
سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ	ہم اطاعت کریں گے تمہاری بعض معاملات میں
وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝۲۶	اور اللہ جانتا ہے اُن کے چھپانے کو۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ منافقین خلوص دل سے مسلمان ہوئے تھے۔ البتہ جب اُن کے سامنے دین کی سربلندی کے لیے مال و جان کی قربانی پیش کرنے کا تقاضا آیا تو دنیا کی محبت غالب آگئی اور وہ پسپائی اختیار کر گئے۔ پھر شیطان نے انہیں پسپائی کے لیے جواز سکھا کر اور دین کے لیے قربانیاں پیش کیے بغیر بخشش کی اُمید دلا کر منافقت میں پکا کر دیا۔ اب اُن کی منافقت کی یہ انتہا ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں یہود سے ساز باز کرتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری بات مانیں گے۔ اسلام کے غلبہ کی تحریک کے خلاف اُن کی سازشوں کا سبب یہ ہے کہ اس تحریک نے ان کی بزدلی اور دنیا کی محبت والی کمزوری کو ظاہر کر کے انہیں رسوا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی سازشوں سے خوب آگاہ ہے اور انہیں ان کے جرائم کی بھرپور سزا دے گا۔

### آیات ۲۷ تا ۲۸

#### منافقین کی افیت ناک موت

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ	تو کیا حال ہو گا جب جان نکالیں گے اُن کی فرشتے
يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝۲۷	وہ مارتے ہوں گے اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر۔
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا آسَخَطَ اللَّهُ	اس لیے کہ انہوں نے پیروی کی اُس چیز کی جس نے ناراض کر دیا اللہ کو

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَكِرْهُوَ رِضْوَانُهُ	اور اُنہوں نے ناپسند کیا اُس کی رضا کو
فَاحْبِطْ اَعْمَالَهُمْ ۝۲۸	تو اُس نے ضائع کر دیے اُن کے اعمال۔

موت کے فرشتے جب منافقین کی جانیں نکالتے ہیں تو اُن کے چہروں اور پیٹھوں پر زوردار ضربیں لگاتے ہیں۔ گویا موت کے وقت ہی سے اُن پر عذابِ قبر کی تمہید ظاہر ہو جاتی ہے۔ اُن بد بختوں نے وہ جرائم کیے جن سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو پسند نہیں کیا لہذا اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی خلوص سے خالی نیکیوں اور عبادات کو قبول نہیں کیا اور اُنہیں اجر و ثواب سے محروم کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کفر و اسلام کی جنگ میں جس شخص کی ہمدردیاں اسلام اور مسلمانوں کے بجائے کفر اور کفار کے ساتھ ہوں، اُس کا ایمان ہی معتبر نہیں۔ لہذا اُس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں کیسے مقبول ہو سکتا ہے؟

### آیات ۲۹ تا ۳۱

اللہ تعالیٰ آزمائش کے ذریعہ منافقوں کو ظاہر کر دیتا ہے

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	کیا یہ سمجھا ہے اُن لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے
اَنْ لَّنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝۲۹	کہ کیا ہر گز ظاہر نہیں کرے گا اللہ اُن کے دلی کھوٹوں کو۔
وَلَوْ نَشَاءُ لَّارٰيَنَاكَهُمْ	اور اگر ہم چاہیں تو اے نبی! ضرور دکھا دیں آپ کو وہ لوگ
فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيئِهِمْ	پھر یقیناً آپ پہچان لیں گے اُنہیں اُن کے چہروں سے
وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ	اور آپ ضرور پہچان لیں گے اُنہیں بات کرنے کے انداز سے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۰	اور اللہ جانتا ہے تمہارے اعمال۔
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ	اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

یہاں تک کہ ہم ظاہر کر دیں گے جہاد کرنے والوں کو تم میں سے	حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمْ
اور صبر کرنے والوں کو	وَالصَّابِرِينَ
اور ہم جانچیں گے تمہارے حالات۔	وَنَبْلُوْا اَخْبَارَكُمْ ۝۳۷

منافقین سمجھتے تھے کہ وہ اپنی لچھے دار گفتگو سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہیں گے اور اُن کے اندر کی بزدلی اور مال و جان سے محبت ظاہر نہ ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کھرے اور کھوٹے کو ظاہر کر کے رہے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی کر سکتا تھا کہ اُن کا نفاق اُن کے چہروں سے ظاہر کر دیتا۔ ہاں اُن کی گفتگو کا انداز اس بات کا عکاس ہے کہ وہ صرف باتوں سے وفاداری ظاہر کرتے ہیں اور مال و جان کی قربانی دینے سے گریز کرتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ انہیں بار بار آزمائے گا۔ دین کی سربلندی کے لیے مسلسل مال و جان لگانے کے تقاضے آئیں گے اور ان مواقع پر اُن کا فرار، اُن کی منافقت ظاہر کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت سے پاک فرمائے اور اپنے مال و جان سے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۲ تا ۳۴

گستاخانِ رسول کی نیکیاں برباد کر دی جائیں گی

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا	اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور روکا اللہ کی راہ سے	وَصَدُّوا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اور مخالفت کی رسول کی	وَشَاقُّوا الرَّسُوْلَ
اس کے بعد کہ جو واضح ہو چکی ہے اُن کے لیے ہدایت	مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى
وہ ہر گز نقصان نہیں کریں گے اللہ کا	لَنْ يُّضُرُّوْا اللّٰهَ شَيْعًا

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



وَسَيُحِطُّ أَعْمَالَهُمْ ③۲	اور عنقریب وہ ضائع کردے گا اُن کے اعمال۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو!
أَطِيعُوا اللَّهَ	اطاعت کرو اللہ کی
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	اور اطاعت کرو رسول کی
وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ③۳	اور برباد نہ کرو اپنے اعمال۔
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ	پھر مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے
فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ③۴	تو ہر گز معاف نہیں کرے گا اللہ انہیں۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ:

- i۔ جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں، دوسروں کو بھی یہ دعوت قبول کرنے سے روکتے ہیں اور آپ ﷺ سے دشمنی کرتے ہیں، اُن کے بظاہر نیک اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔
- ii۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔ اس اطاعت سے جان بوجھ کر گریز بھی عملی اعتبار سے کفر ہے اور اس کی سزا بھی یہی ہے کہ تمام نیکیاں برباد کر دی جائیں۔
- iii۔ جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے رہے، دوسروں کو بھی حق کی دعوت قبول کرنے سے روکتے رہے اور توبہ کیے بغیر مر گئے تو ایسے لوگوں کی ہر گز بخشش نہیں ہوگی۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## آیت ۳۵

ہمت نہ ہارو، ڈٹ جاؤ

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ	پس نہ کمزور بنو اور نہ بلاؤ صلح کی طرف
وَ أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ	اور تم ہی غالب رہو گے
وَاللَّهُ مَعَكُمْ	اور اللہ تمہارے ساتھ ہے
وَلَنْ يَتَرَكَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝	اور وہ ہر گز کمی نہ کرے گا تم سے تمہارے اعمال میں۔

اس آیت میں اہل ایمان کے لیے بشارت اور ہمت افزائی کا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو خوشخبری دے رہا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہے اور عنقریب انہیں غلبہ عطا فرمائے گا۔ انہیں نہ دشمن سے مرعوب ہو کر ہمت ہارنی چاہیے اور نہ ہی کسی مفاہمت اور صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔ حق اور باطل کے درمیان صلح اور مفاہمت ہو ہی نہیں سکتی

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے

شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

(البتہ جب تک باطل کو مٹانے کے لیے درکار قوت دستیاب نہ ہو تو وقتی طور پر مجبوراً صلح کی جاسکتی ہے جیسے صلح حدیبیہ جس کا ذکر اگلی سورہ مبارکہ میں آ رہا ہے)۔

## آیات ۳۶ تا ۳۷

دنیا کی زندگی ایک کھیل ہے یہاں جی نہ لگاؤ

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ	بے شک دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہی ہے
وَإِنْ تَوَمَّنُوا وَتَتَّقُوا	اور اگر تم ایمان لاؤ اور بچو اللہ کی نافرمانی سے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وہ عطا کرے گا تمہیں تمہارے اجر	يُؤْتِكُمْ أَجُورَكُمْ
اور نہیں طلب کرے گا تم سے تمہارے سارے مال۔	وَلَا يَسْأَلُكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾
اگر وہ طلب کرے تم سے سارا مال	إِنْ يَسْأَلْكُمْ هَا
پھر اصرار کرے تم سے	فِيْ حِفْظِكُمْ
تم بخل کرو گے	تَبْخُلُوا
اور وہ ظاہر کر دے گا تمہارے دل کے کھوٹ۔	وَيُخْرِجُ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾

دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے۔ یہاں کی کامیابی بھی عارضی ہے اور ناکامی بھی وقتی۔ اصل زندگی آخرت کی ہے۔ لہذا اس دنیا میں آخرت کی تیاری کے لیے ہر ممکن قربانی دینا ہی عقلمندی اور دور اندیشی ہے۔ جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں بھرپور بدلہ عطا فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُسی نے ہمیں مال دیا ہے لیکن وہ ہم سے ہمارے سارے مال کی قربانی کا تقاضا نہیں کر رہا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو ہماری مال کے حوالے سے کمزوری اور حرص ظاہر ہو جاتی اور ہم رسوا ہو جاتے۔ وہ تو تقاضا کر رہا ہے کہ ہم ممکن حد تک اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر کے اسے اپنے ہی لیے آخرت میں توشہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

### آیت ۳۸

دین کے لیے قربانی دو، ورنہ یہ اعزاز کسی اور قوم کو دے دیا جائے گا

سنو! تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو تاکہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں	هَآأَنْتُمْ هَآؤَآءِ تَدْعُوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
تو تم میں سے کچھ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں	فِيْكُمْ مَّنْ يَّبْخُلُ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اور جو کوئی بخل کرتا ہے تو بے شک وہ بخل کرتا ہے اپنے ہی نقصان کے لیے	وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنْ نَفْسِهِ
اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو	وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ
اور اگر تم رخ پھیرو گے	وَإِنْ تَتَوَلَّوْا
وہ بدل کر لے آئے گا کوئی اور قوم تمہارے سوا	يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
پھر وہ نہیں ہوں گے تمہاری طرح۔	ثُمَّ لَا يَكُونُ لَكُمْ أَمْثَالُكُمْ ۝۳۸

اس آیت میں ہمارے لیے ہلا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اُس کے دین کی سر بلندی کے لیے مال و جان کے ساتھ بھرپور جدوجہد کریں۔ البتہ اُس کا دین ہماری قربانیوں کا محتاج نہیں بلکہ ہم اُس کے در کے فقیر ہیں۔ اگر ہم نے بخل اور بزدلی کا مظاہرہ کیا تو وہ اپنے دین کی خدمت کے اعزاز سے ہمیں محروم کر دے گا اور یہ سعادت کسی ایسی قوم کو دے گا جو ہماری طرح دنیا دار نہیں ہوگی۔ مسلمانوں کی تاریخ میں اس کی مثال موجود ہے۔ جب عرب دین اسلام کی خدمت کو پس پشت ڈال کر عیش و عشرت میں کھو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تاتاریوں کے ہاتھوں زوال اور تباہی سے دوچار کیا۔ پھر اُس نے تاتاریوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور ان کے ایک قبیلے ترکانِ عثمانی سے خلافت کے نظام کو قائم کرا دیا۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے  
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## سورۃ فتح

فتح مبین یعنی صلح حدیبیہ کا بیان

اس سورۃ مبارکہ میں صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا گیا اور اس کا پس منظر، تفصیل اور فوائد و نتائج بیان کیے گئے۔

## ☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۷ صلح حدیبیہ کی برکات
- آیات ۸ تا ۱۰ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت
- آیات ۱۱ تا ۱۷ منافقین کی مذمت
- آیات ۱۸ تا ۲۹ مومنوں کی تحسین

## آیات ۱ تا ۳

صلح حدیبیہ کھلی فتح ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ①	اے نبی! بے شک ہم نے فتح دی آپ کو کھلی فتح۔
لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ	تاکہ بخش دے آپ کے لیے اللہ جو پہلے ہوئی کوئی
وَمَا تَأَخَّرَ	اور جو بعد میں ہو
وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ	اور وہ پوری کرے اپنی نعمت آپ پر
وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ①	اور چلائے رکھے آپ کو سیدھی راہ پر۔
وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ①	اور مدد فرمائے آپ کی اللہ زبردست مدد۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

سن ۶ھ میں مسلمان عمرہ کے ارادے سے مکہ کی طرف گئے تھے۔ مشرکین نے انہیں عمرہ نہیں کرنے دیا، البتہ ایک صلح کی پیشکش کی۔ صلح کی شرائط یک طرفہ اور مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اس صلح پر آمادگی ظاہر فرمادی۔ مسلمان اس صلح پر رنجیدہ تھے۔ وہ شکستہ دلی کے ساتھ واپس لوٹ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعہ بشارت دی کہ یہ صلح مسلمانوں کے لیے کھلی فتح ہے۔ باوجود اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھی اس صلح کے لیے تیار نہ تھے اور مشرکین بھی ہٹ دھرمی پر اترے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے یہ صلح کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی فرمانبرداری کا یہ عمل قبول فرمایا اور ان کی اگلی پچھلی لغزشوں سے درگزر کر دیا۔ اب ان کی جدوجہد سیدھی آخری فتح کی طرف جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ہر اعتبار سے ان کے ساتھ ہوگی۔ صلح حدیبیہ کو فتح مبین یعنی کھلی فتح اس لیے کہا گیا کہ اس صلح سے مسلمانوں کو جو فوائد حاصل ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:

i- قریش کا صلح کرنا دراصل مسلمانوں کی قوت کا اعتراف اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا تھا کہ اب قریش اس قوت کو کچلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے عرب میں اسلامی ریاست کا وجود باقاعدہ تسلیم کر لیا اور تمام عرب قبائل کے لیے یہ دروازہ بھی کھول دیا کہ ان دونوں سیاسی طاقتوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں حلیفانہ معاہدے کر لیں۔

ii- مسلمانوں کے لیے آئندہ سال بیت اللہ کی زیارت کا حق تسلیم کر کے قریش نے یہ بھی مان لیا کہ اسلام عرب کے مسلمہ ادیان میں سے ایک ہے اور دوسرے عربوں کی طرح اس کے پیروکار بھی حج و عمرہ کے مناسک ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

iii- اس صلح کی وجہ سے مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان ہر طرح کے میل جول کے راستے کھل گئے۔ مسلمانوں نے قریش کو اسلام کے روحانی، ذہنی، علمی، اخلاقی اور مادی فیوض کا حال بتایا۔ اس کے نتیجہ میں مکہ کے اہم لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ انہی لوگوں میں سے جب سیدنا خالد بن ولیدؓ، سیدنا عثمان بن طلحہؓ اور سیدنا عمرو بن العاصؓ ایمان لائے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہمارے حوالے کر دیا ہے۔"

iv- مسلمانوں کو دعوت و تبلیغ کے لیے وسیع مواقع میسر آ گئے۔ جزیرہ نمائے عرب کے طول و عرض میں تبلیغی سرگرمیاں اپنے پورے نقطہ عروج کو پہنچ گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ دو سال کے دوران مسلمانوں کی تعداد چودہ سو سے بڑھ کر دس ہزار ہو گئی۔

v- بڑے دشمن سے صلح کے بعد مسلمانوں نے چھوٹے دشمنوں پر بھرپور وار کیا۔ غطفان کی قوت کو منتشر کر دیا گیا اور سن ۷ ہجری میں یہودیوں کو شرمناک شکست دے کر خیبر کے علاقے کو فتح کر لیا گیا۔

vi- صلح حدیبیہ کی یہ دفعہ مسلمانوں کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ آئے گا تو مسلمان اُسے واپس کر دیں گے لیکن جو شخص مدینہ سے بھاگ کر مکہ جائے گا، اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ حالات کچھ ایسے ہوئے کہ قریش کو خود صلح کی اس دفعہ کو ختم کرنے کی درخواست کرنی پڑی۔ سیدنا ابو بصیرؓ نام کے ایک صحابی، جنہیں مکہ میں اذیتیں دی جا رہی تھیں، بھاگ کر مدینہ آ گئے۔ قریش نے اُن کی واپسی کے لیے دو آدمی مدینہ بھیجے۔ آپ ﷺ نے ابو بصیر کو اُن کے حوالے کر دیا۔ راستہ میں سیدنا ابو بصیرؓ نے ایک شخص کی تلوار قبضہ میں لے کر اُس کو مار دیا اور دوسرا بھاگ گیا۔ سیدنا ابو بصیرؓ مدینہ سے باہر اب ساحل سمندر پر آ کر رہنے لگے۔ کچھ روز بعد سیدنا ابو جندل بن سہیلؓ بھی بھاگ کر سیدنا ابو بصیرؓ سے آ ملے۔ اب قریش کا جو آدمی بھی اسلام لا کر بھاگتا وہ سیدنا ابو بصیرؓ سے آ ملتا۔ یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اس کے بعد ان لوگوں کو ملک شام آنے جانے والے قریش کے کسی بھی تجارتی قافلے کا پتا چلتا تو وہ قافلے والوں کا مال لوٹ لیتے۔ قریش نے تنگ آ کر نبی اکرم ﷺ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیں اور صلح کی مذکورہ بالا دفعہ کو کالعدم سمجھیں۔

### آیات ۴ تا ۵

#### صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

وہ اللہ ہی ہے جس نے نازل کی تسکین مومنوں کے دلوں میں	هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ
تاکہ وہ بڑھ جائیں ایمان میں اپنے ایمان کے ساتھ	لِيَزِدَّهُمْ إِيمَانًا مَعَ إِيْمَانِهِمْ
اور اللہ ہی کے ہیں آسمانوں اور زمین کے لشکر	وَاللَّهُ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

تاکہ وہ داخل کرے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اُن باغات میں	لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ
بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں	خَالِدِينَ فِيهَا
اور اللہ دور کر دے اُن سے اُن کی برائیاں	وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ
اور ہے یہ اللہ کے نزدیک شاندار کامیابی	وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے جس نظم و ضبط اور تحمل کا مظاہرہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انتہائی لائق تحسین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ صحابہ کو تحمل و برداشت کی یہ سعادت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملی۔ اب جب وہ اس صلح کے ثمرات دیکھیں گے تو اُن کے ایمان میں مزید اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے لشکر ہیں جو آئندہ معرکوں میں اُن کی مدد کریں گے اور اُنہیں دنیا میں عظیم الشان فتوحات نصیب ہوں گی۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ اُن کی تمام خطاؤں کو معاف فرما دے گا اور اُنہیں جنت کی لازوال زندگی میں بے مثال نعمتوں سے نوازے گا۔ بلاشبہ جنت کا حصول ہی اصل اور شاندار کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

### آیات ۶ تا ۷

#### منافقین اور مشرکین پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

اور تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو	وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ
مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو	وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



الْظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ	جو گمان کرنے والے ہیں کہ اللہ کے بارے میں برا گمان
عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ	اُن پر ہے بری گردش
وَعَضَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ	اور غضبناک ہوا اللہ اُن پر
وَلَعَنَهُمْ	اور اُس نے لعنت کی اُن پر
وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ	اور اُس نے تیار کی اُن کے لیے جہنم
وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝۶	اور وہ بری ہے لوٹنے کی جگہ۔
وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	اور اللہ ہی کے ہیں آسمانوں اور زمین کے لشکر
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝۷	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

منافقین نے عمرہ کے سفر میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان نہتے مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور اب ضرور مشرکین ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور بار بار مشتعل کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمان ردِ عمل میں اقدام کریں اور پھر مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف کاروائی کا جواز مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بد بخت گروہوں کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ مسلمانوں کو صبر و تحمل اور نظم و ضبط کے بے مثال مظاہرہ کی توفیق دی۔ البتہ منافقین اور مشرکین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی لعنت اور پھٹکار برسے گی اور آخرت میں وہ جہنم کے شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔ مسلمانوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے لشکر ہیں جو دنیا میں اور آخرت میں منافقین اور مشرکین پر عذاب کے کوڑے برسائیں گے۔

### آیات ۸ تا ۹

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اے نبی! بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر۔	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ①
تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر	لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
اور مدد کرو رسول کی	وَتُعِزُّوهُ
اور تعظیم کرو اُن کی	وَتُوقِّرُوهُ
اور تسبیح کرو اللہ کی صبح اور شام۔	وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ②

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ اُن کے لیے حضرت محمد ﷺ جیسی بے مثال ہستی کو رسول بنا کر بھیجا۔ اُنہوں نے اپنے قول و فعل سے لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ بھرپور انداز سے نیک کاموں کی ترغیب اور اُن پر اعلیٰ اجر کی بشارت دی۔ برے کاموں سے روکا اور اُن پر شدید عذاب کے خطرہ سے خبردار کیا۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے اُن پر ایمان لائیں، نبی اکرم ﷺ کا ادب و احترام کرتے ہوئے خدمت دین کے مشن میں اُن کا ساتھ دیں اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## آیت ۱۰

### بیعت رضوان کی تحسین

اے نبی! بے شک جو لوگ بیعت کر رہے ہیں آپ سے	إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ
در حقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں	إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ
اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے	يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

فَمَنْ تَكْتَفِ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ	تو جس نے عہد توڑا تو بے شک وہ عہد توڑتا ہے اپنے ہی نقصان کے لیے
وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ	اور جس نے پوری کی وہ بات، اُس نے عہد کیا تھا جس پر اللہ سے
فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝	تو جلد ہی وہ دے گا اُسے شاندار بدلہ۔

صلح حدیبیہ سے قبل نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عثمانؓ کو سردارانِ قریش سے گفت و شنید کے لیے مکہ بھیجا تھا۔ اس دوران انہوہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کی اطلاع دی اور دعوت دی کہ وہ عہد کریں کہ خونِ سیدنا عثمانؓ کا بدلہ لیں گے یا پھر اپنی جان قربان کر دیں گے۔ صحابہ کرام نے دیوانہ وار اس دعوت پر لبیک کہی اور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ اس بیعت کو "بیعت رضوان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے اس جذبہ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بھی کی گئی ہے۔ جو بھی بیعت میں کیے گئے عہد کو نبھائے گا یعنی حق کی خاطر جان قربان کرنے کے لیے میدان میں آئے گا، اُسے بھرپور اجر سے نوازا جائے گا۔ البتہ اگر کسی نے بیعت کے مطابق عہد کی پاسداری نہ کی تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

### آیات ۱۱ تا ۱۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے گریز کا کوئی جواز نہیں

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ	اے نبی! عنقریب کہیں گے پیچھے چھوڑ دیے جانے والے دیہاتیوں میں سے
شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا	مشغول کر رکھا تھا ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

فَاسْتَغْفِرْ لَنَا	سو بخشش مانگیے ہمارے لیے
يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ	کہتے ہیں اپنی زبانوں سے جو نہیں ہے اُن کے دلوں میں
قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا	فرمائیے کون اختیار رکھتا ہے تمہارے لیے اللہ کے سامنے کچھ بھی
إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا	اگر وہ چاہے تمہارے بارے میں نقصان
أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا	یا چاہے تمہارے بارے میں فائدہ
بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝۱۱	بلکہ اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
بَلْ ظَنَنْتُمْ	بلکہ تم نے گمان کیا
أَنْ لَّنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا	کہ ہر گز واپس نہیں آئیں گے رسول اور مومنین اپنے گھروالوں کی طرف کبھی بھی
وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ	اور خوشنما بنا دیا گیا تھا یہ گمان تمہارے دلوں میں
وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ	اور تم نے گمان کیا برا گمان
وَكَنتُمْ قَوْمًا بُورًا ۝۱۲	اور تم تباہ ہونے والے لوگ تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جب عمرے کے لیے روانہ ہونے کا فیصلہ کیا تو تمام مسلمانوں کو نکلنے کی ترغیب دی۔ منافقین کو اندیشہ تھا کہ اگر ہم بغیر ہتھیاروں کے مکہ کی طرف جائیں گے تو مشرکین ہمارا خاتمہ کر دیں گے۔ لہذا انہوں نے اپنی جان بچانے کے لیے آپ ﷺ کا ساتھ نہیں دیا اور گھر بیٹھے رہے۔ جب آپ ﷺ صلح حدیبیہ کے بعد واپس آئے تو آکر جھوٹے بہانے پیش کیے کہ ہمیں گھر کی بعض مصروفیات اور کاروبار کی چند مشکلات نے گھیر لیا اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ جانے سے قاصر رہے۔ اللہ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

تعالیٰ نے اُن کے جھوٹ کا پردہ چاک کر دیا اور فرمایا کہ کیا اُن کی گھر پر موجود گی اُن کے کام بنا سکتی ہے یا نہیں کسی نقصان سے بچا سکتی ہے؟ نفع اور نقصان تو کل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کا براگمان تھا کہ اب رسول ﷺ اور صحابہ کبھی بھی واپس نہ آسکیں گے۔ قریش نہتے مسلمانوں کو ترنوالہ سمجھ کر بالکل ہی مٹا دیں گے۔ بلاشبہ ایسے برے گمان کرنے والے بد بخت ہیں اور وہی تباہی سے دوچار ہوں گے۔

### آیات ۱۳ تا ۱۴

رسول ﷺ کا ساتھ نہ دینے والا مومن نہیں ہے

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ	اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اُس کے رسول پر
فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝۱۳	تو بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ۔
وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ	وہ بخش دیتا ہے جسے چاہے اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۱۴	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

جن منافقین نے عمرہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر اُن کا ساتھ نہیں دیا انہوں نے ثابت کیا کہ وہ دل سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنا اور آزمائش کا وقت آنے پر دین کی خاطر جان و مال اور اپنے مفاد کو خطرے میں ڈالنے سے جی پر اجاندار اصل عملی اعتبار سے کفر ہے۔ ایسا کرنے والوں کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب ہے۔ البتہ اصل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے گامعاف فرمادے گا اور جسے چاہے گاعذاب دے گا۔ اگر منافقین اپنی سابقہ روش پر سچی توبہ کر لیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## آیت ۱۵

## فتح خیبر کی بشارت اور منافقین کی محرومی

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ	عنقریب کہیں گے پیچھے چھوڑ دیے جانے والے
إِذَا أُنْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَانِمَ لَتَأْخُذُواَهَا	جب تم چلو گے غنیمتوں کی طرف تاکہ حاصل کرو انہیں
ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ	اجازت دو ہمیں تاکہ ہم بھی پیچھے آئیں تمہارے
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ	وہ چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کلام
قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا	اے نبی بتا دیجئے تم ہر گز پیچھے نہیں آ سکتے ہمارے
كَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ	اسی طرح سے فرما دیا ہے اللہ نے پہلے سے
فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا	پھر وہ کہیں گے بلکہ تم حسد کرتے ہو ہم سے
بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝	بلکہ وہ نہیں سمجھتے مگر بہت کم۔

اس آیت میں بشارت دی گئی کہ عنقریب مسلمان ایک ایسے معرکہ کی طرف جائیں گے جس میں ان کی فتح یقینی ہے اور اس میں انہیں کثرت سے مال غنیمت حاصل ہوگا۔ یہ دراصل فتح خیبر کی طرف اشارہ ہے۔ اس موقع پر منافقین بھی ساتھ نکلنے کی اجازت چاہیں گے۔ انہیں بتا دیا جائے کہ جو لوگ عمرہ کے سفر پر ساتھ نہیں گئے تھے وہ خیبر کے معرکہ کے لیے بھی نہیں جاسکیں گے۔ منافقین اس پر ناراض ہوں گے اور کہیں گے لوگ ہم سے حسد کرتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ہم بھی غنیمت کا مال حاصل کریں۔ یہ ان کے دل کی جلن ہے جس کا وہ اظہار کریں گے انہیں بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ حتمی ہے اور وہ فتح خیبر میں شرکت کے ثمرات سے محروم کر دیے گئے ہیں۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## آیات ۱۶ تا ۱۷

منافقین کے لیے ایک اور آزمائش آنے والی ہے

اے نبی! فرمائیے اُن سے جو پیچھے چھوڑے جانے والے ہیں دیہاتیوں میں سے	قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ
عنقریب تم بلائے جاؤ گے ایک سخت لڑنے والی قوم کی طرف	سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ أُولَىٰ بَأْسٍ شَدِيدٍ
تم اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے	ثُمَّ تَلُوتُهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ
پھر اگر تم اطاعت کرو گے تو دے گا تمہیں اللہ اچھا بدلہ	فَإِنْ تَطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا
اور اگر تم رخ پھرو گے جیسے تم نے رخ پھیرا تھا اس سے پہلے	وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ
تو وہ عذاب دے گا تمہیں دردناک عذاب۔	يُعَذِّبُكُمُ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۶
نہیں ہے اندھے پر کوئی حرج	لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ
اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج	وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ
اور نہ ہی بیمار پر کوئی حرج	وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ
اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اُس کے رسول کی	وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
اللہ داخل کرے گا اُسے ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	يُدْخِلُهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

وَمَنْ يَتَوَلَّ	اور جس نے رخ پھیر لیا
بُعْدَ بَهْ	وہ اُسے عذاب دے گا
عَذَابًا أَلِيمًا ۝	دردناک عذاب۔

ان آیات میں منافقین کو پیغام دیا گیا کہ عنقریب تمہارے لیے آزمائش کا ایک اور موقع آنے والا ہے۔ مشرکین مکہ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کر کے اُسے توڑ دیں گے۔ پھر مسلمان اُن کی طرف پیش قدمی کریں گے۔ وہ شدید جنگجو لوگ ہیں۔ اُن سے جنگ ہوگی یا وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ اگر تم نے اُس موقع پر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا تو تمہارے سابقہ جرائم معاف کر دیے جائیں گے اور تمہیں بہت عمدہ اجر سے نوازا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر تم نے سابقہ روش کی طرح بزدلی دکھائی تو پھر تمہیں بدترین عذاب دیا جائے گا۔ البتہ جو لوگ معذور یا بیمار ہیں، اُن پر جنگ میں شرکت نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ تو اُن پر ہے جو صحیح و سالم اور تندرست ہیں اور بغیر کسی عذر کے جنگ میں شرکت سے گریز کرتے ہیں۔

### آیات ۲۱ تا ۲۸

#### بیعت رضوان کرنے والوں کے لیے بشارتیں

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ	یقیناً راضی ہو گیا اللہ مومنوں سے
إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ	جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ سے درخت کے نیچے
فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ	تو اُس نے جان لیا جو اُن کے دلوں میں تھا
فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ	پھر اُس نے نازل فرمائی اپنی تسکین اُن پر
وَآتَاهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝	اور انہیں بدلے میں دی ایک قریبی فتح۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



اور بہت سی غنیمتیں ہیں، وہ حاصل کریں گے جنہیں	وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا
اور اللہ زبردست ہے، کمال حکمت والا۔	وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ⑨
وعدہ کیا تم سے اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا، تم حاصل کرو گے جنہیں	وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا
پس اُس نے جلدی عطا کر دی تمہیں یہ	فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ
اور اُس نے روک دیے لوگوں کے ہاتھ تم سے	وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ
اور تاکہ یہ بنے نشانی مومنوں کے لیے	وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ
اور وہ چلائے رکھے تمہیں سیدھی راہ پر۔	وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ⑩
اور ایک دوسری فتح ہے، تم قدرت نہیں رکھتے جس پر	وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا
یقیناً احاطہ کر لیا ہے اللہ نے اُس کا بھی	قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔	وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ⑪

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اُن سعادت مندوں کو اپنی رضا کی بشارت دی جنہوں نے سیدنا عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اُس کی راہ میں جان دینے کا کیسا جذبہ اُن جواں مردوں کے دلوں میں موجزن تھا

جو حق کی خاطر جیتے ہیں، مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر  
جب وقتِ شہادت آتا ہے، دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

باوجود اس کے کہ صلح حدیبیہ یک طرفہ تھی، اللہ تعالیٰ نے ان بندوں پر ایسی تسکین نازل فرمائی کہ انہوں نے مثالی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اب اللہ تعالیٰ انہیں انعام کے طور پر ایک قریبی فتح یعنی فتح خیبر دے گا۔ بڑی مقدار میں مال غنیمت سے وہ فیض یاب ہوں گے۔ اب ان کی جدوجہد میں کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں۔ اہل ایمان کے لیے رہتی دنیا تک ان کی جدوجہد ایک قابل تقلید نمونہ اور انہیں حاصل ہونے والی اللہ کی رضا و نصرت ایک نشانی بن جائے گی۔ ان کی جدوجہد کا ایک بڑا ثمر فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہوگا جب اللہ تعالیٰ کا گھربتوں کی گندگی سے پاک کر دیا جائے گا اور اللہ کے رسول ﷺ اعلان فرمادیں گے کہ: جَاؤِ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا (بنی اسرائیل: ۸۱) "آگیا حق اور مٹ گیا باطل، بے شک باطل ہے ہی مٹنے کے لیے۔"

### آیات ۲۲ تا ۲۴

اگر مشرکین جنگ کرتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور اگر تم سے جنگ کرتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے
لَوَلَّوْا إِلَّا دُبَارًا	تو یقیناً پیٹھ پھیر جاتے
ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝۳۱	پھر وہ نہ پاتے کوئی دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔
سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ	یہی اللہ کا دستور ہے جو جاری رہا اس سے پہلے
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝۳۲	اور تم ہر گز نہیں پاؤ گے اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا۔
وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ	اور وہی ہے جس نے روک دیے ان کے ہاتھ تم سے
وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ	اور تمہارے ہاتھ ان سے مکہ کی وادی میں
مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ	اس کے بعد کہ اُس نے غلبہ دے دیا تھا تمہیں ان پر

وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٣﴾

اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اگر مشرکین صلح کے بجائے جنگ کرتے تو زبردست شکست سے دوچار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اہل ایمان کے ساتھ ہے اور جس کی مدد اللہ تعالیٰ کرے اُسے کون مغلوب کر سکتا ہے۔ ماضی میں بھی حق کے دشمن اسی طرح ذلیل اور رسوا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص حکمت کی وجہ سے جنگ کی صورت پیدا نہ ہونے دی ورنہ جنگ میں مسلمانوں کی فتح یقینی تھی۔ جنگ روکنے کی مصلحتیں اگلی آیت میں بیان کی جا رہی ہیں۔

### آیت ۲۵

### جنگ روکنے کی مصلحتیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا	یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا
وَصَدُّكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور روکا تمہیں مسجد حرام سے
وَالْهَدْيِ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَجَلَّةً	اور قربانی کے جانور روک دیے گئے کہ وہ پہنچیں اپنی قربان گاہ تک
وَلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ	اور اگر نہ ہوتے وہ مومن مرد اور مومن عورتیں تم نہیں جانتے تھے جنہیں
أَنْ تَطْعَمُوهُمْ	کہ تم روند ڈالتے انہیں
فَتَصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ	پھر آپڑتی تم پر ان کی وجہ سے برائی علم نہ ہونے کی وجہ سے
لِيَدْخُلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ	تاکہ داخل کرے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اگر علیحدہ ہو جاتے یہ مومنین	لَوْ تَزَيَّلُوا
تو ہم ضرور عذاب دیتے اُن کو جنہوں نے کفر کیا ہے اُن میں دردناک عذاب۔	لَعَذَابُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۲۵﴾

مشرکین مکہ نے حق کا انکار کیا، اہل ایمان کو بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ ادا کرنے سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو حدودِ حرم میں لے جا کر ذبح کرنے کے حوالے سے رکاوٹیں پیدا کیں۔ ان جرائم کی سزا تو یہ تھی کہ اُن کے خلاف جنگ ہوتی اور انہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے دو مصلحتوں کی وجہ سے جنگ کی صورت پیدا نہیں ہونے دی:

i- مکہ معظمہ میں بہت سے مومن مرد اور عورتیں موجود تھے جنہوں نے سردارانِ قریش کے خوف سے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا، یا جن کا ایمان معلوم تھا، مگر وہ اپنی بے بسی کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکتے تھے اور ظلم و ستم کے شکار ہو رہے تھے۔ اگر جنگ ہوتی تو مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کے ساتھ ساتھ نادانستگی میں یہ مومنین بھی مارے جاتے۔ اس سے مسلمانوں کو رنج و افسوس ہوتا اور مشرکین عرب کو بھی یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ یہ لوگ تو لڑائی میں خود اپنے دینی بھائیوں کو بھی مار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بس مسلمانوں پر رحم کیا، صحابہ کرام کو رنج اور الزام سے بچایا اور اس موقع پر جنگ کو ٹال دیا۔ ہاں اگر کوئی صورت ہوتی کہ اہل مکہ میں موجود مومنین علیحدہ ہو جاتے تو پھر اللہ تعالیٰ مشرکین کو مسلمانوں کے ذریعہ بدترین سزا دیتا۔

ii- اللہ تعالیٰ قریش کو ایک خونریز جنگ میں شکست دلو کر مکہ فتح کرانا نہ چاہتا تھا بلکہ اُس کے پیشِ نظر یہ تھا کہ دو سال کے اندر اُن کو ہر طرف سے گھیر کر اس طرح بے بس کر دے کہ وہ کسی مزاحمت کے بغیر مغلوب ہو جائیں، اور پھر پورا قبیلہ اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جائے، جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر ہوا۔

### آیت ۲۶

### صحابہ کرام کی مدح و تحسین

اِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ	جب رکھ لی اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے دلوں
---	---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

میں ضد	
جو جاہلیت کی ضد تھی	حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ
تو نازل کی اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسول اور مومنوں پر	فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ
اور قائم رکھا انہیں تقویٰ کی بات پر	وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ
اور وہ زیادہ حق دار تھے اس کے اور لائق تھے اس کے	وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا
اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔	وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۶۱

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ نے شدید ہٹ دھرمی اور جہالت کا مظاہرہ کیا۔ صلح کی یکطرفہ شرائط پر زور دیا۔ مسلمانوں کو اُس وقت عمرہ کرنے سے روک دیا۔ سیدنا ابو جندل بیڑیوں میں جکڑے ہوئے حدیبیہ آگئے تاکہ مسلمان انہیں قید سے رہائی دلائیں لیکن کفار اُن کو رہا کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ صلح کے متن میں مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھنے پر اعتراض کیا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام پر وہ تسکین نازل کی کہ انہوں نے کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اُن کا پورا طرزِ عمل تقویٰ کی بہترین مثال تھا۔ یہ طرزِ عمل انہیں اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملا کیونکہ اُس نے انہیں اس کا اہل سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

### آیت ۲۷

نبی ﷺ کا خواب سچ ثابت ہوگا

یقیناً سچی خبر دی اللہ نے اپنے رسول کو خواب میں حق کے ساتھ	لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّعْيَا بِالْحَقِّ
آپ ضرور داخل ہوں گے مسجدِ حرام میں اگر چاہا اللہ	لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَمِينٌ

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ	منڈواتے ہوئے اپنے سر اور کترواتے ہوئے بال
لَا تَخَافُونَ	ڈرتے نہیں ہوں گے (کسی سے)
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا	پھر وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے
فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿٢٦﴾	تو اُس نے طے کر دی ہے اس کے علاوہ ایک قریب فتح۔

نبی اکرم ﷺ نے سن ۶ھ میں خواب دیکھا تھا کہ وہ عمرہ کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، لہذا اسی وجہ سے آپ ﷺ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب عمرہ نہ ہو سکا اور آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو منافقین کو اعتراض کا موقع مل گیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا خواب سچ ثابت نہیں ہوا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نبی ﷺ کا خواب ضرور سچ ثابت ہوگا۔ صلح حدیبیہ میں طے شدہ شرط کے مطابق اگلے سال آپ ﷺ اور صحابہ کرام عمرہ کی سعادت حاصل کریں گے۔ پھر اُس سے اگلے سال ایک عظیم کامیابی حاصل ہوگی اور نبی اکرم ﷺ بحیثیت فاتح مکہ میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ یہ دونوں خبریں سچ ثابت ہوئیں اور اعتراض کرنے والوں کو رسوا ہونا پڑا۔

### آیت ۲۸

نبی ﷺ کا مقصد صلح نہیں غلبہ دین ہے

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ	وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول کو
بِالْهُدَىٰ	کامل ہدایت کے ساتھ
وَدِينِ الْحَقِّ	اور برحق دین کے ساتھ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ	تاکہ وہ غالب کر دیں اُسے تمام دینوں پر

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۝۲۸

اور کافی ہے اللہ گواہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو قرآن حکیم جیسی کامل ہدایت اور اسلام جیسا برحق دین دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ دنیا میں اس ہدایت کو جاری و ساری کریں اور دین کو غالب و نافذ کریں۔ آپ ﷺ صرف دین اسلام کی عادلانہ تعلیمات کی تبلیغ کے لیے نہیں بلکہ انہیں نافذ کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کا مقصد صلح یا جنگ نہیں بلکہ عادلانہ نظام کا قیام ہے۔ صلح تو مجبوری کے تحت کی گئی ہے کیوں کہ ابھی باطل کو نیست و نابود کرنے کے لیے درکار قوت فراہم نہیں ہوئی۔ اگر قریش نے صلح توڑی اور اُس وقت مناسب قوت فراہم ہو گئی تو پھر باطل کے خلاف فیصلہ کن اقدام کر کے حق کو غالب کیا جائے گا۔ بلاشبہ دین حق کا غلبہ ہی ایک انسان کے لیے اعلیٰ ترین مقصد اور مشن ہو سکتا ہے

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی

میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے دین کی سربلندی و سرفرازی کے لیے تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## آیت ۲۹

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے اوصاف

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ	محمد اللہ کے رسول ہیں
وَالَّذِينَ مَعَهُ	اور وہ جو آپ کے ساتھ ہیں
أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ	بہت سخت ہیں کافروں پر
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ	بہت رحم دل ہیں آپس میں

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

تَمَّ دِيكْهُوْ گئے اُنہیں رُکوع کرنے والے ہیں سجدے کرنے والے ہیں	تَرَاهُمْ رُكَّعًا سَجَّدًا
طلب کرتے ہیں فضل اللہ کا اور (اُس کی) رضا	يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر (نور یعنی) سجدوں کا اثر ہے	سِيَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُودِ
یہ اُن کی مثال تورات میں ہے	ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ
اور اُن کی مثال انجیل میں	وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ
اُس کھیتی کی طرح ہے جس نے نکالی اپنی کو نپل	كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْءَهُ
پھر اللہ نے مضبوط کیا اُسے	فَاَزْرَهُ
پھر وہ موٹی ہوئی	فَاَسْتَغْلَظَ
پھر سیدھی کھڑی ہو گئی اپنے تنے پر	فَاَسْتَوٰی عَلٰی سَوْقِهِ
بھلی لگتی ہے کسانوں کو	يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ
تاکہ غصہ دلائے کافروں کو	لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ
وعدہ کیا اللہ نے اُن سے جو ایمان لائے	وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور جنہوں نے عمل کیا اچھا اُن میں سے	وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ
بخشش اور شاندار بدلے کا۔	مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی عظمت و تحسین کرتے ہوئے اُن کے حسبِ ذیل اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



i۔ وہ دین کے دشمنوں کے معاملہ میں انتہائی سخت ہیں خواہ وہ اُن کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مخالفین کے پاس ایسی طاقت یا تدبیر نہیں تھی کہ صحابہ کو اُس مقصدِ عظیم سے ہٹا دیں جس کے لیے وہ سردھڑکی بازی لگا کر حضرت محمد ﷺ کا ساتھ دینے کے لیے اُٹھے تھے۔

ii۔ وہ دین کی خدمت کرنے والوں سے شدید محبت کرنے والے اور اُن کے لیے ہر طرح کا ایثار و قربانی پیش کرنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔ مقصد کی ہم آہنگی نے اُن کے درمیان ایسی اخوت پیدا کر دی ہے کہ وہ حقیقی بھائی محسوس ہوتے ہیں۔

iii۔ اللہ تعالیٰ سے اُن کے تعلق کا یہ عالم ہے کہ اُس کی رضا اور فضل کے ہر وقت طلب گار ہوتے ہیں۔ کثرتِ سجد سے روحانیت کا ایک نور اُن کے چہروں پر جگمگاتا رہتا ہے۔

iv۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعلیٰ کردار کی مثالیں تورات اور انجیل میں پہلے ہی سے بیان کر دی ہیں۔

آیت کے آخر میں صحابہ کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اُن کے ترقی کرتے ہوئے اخلاق و اوصاف کو ایک ایسی کھیتی سے تشبیہ دی گئی جو زمین سے برآمد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے رفتہ رفتہ اُسے تقویت دی اور وہ اپنے بل بوتے پر کھڑی ہو گئی۔ کھیتی لگانے والے کو اُس کا پھلنا پھولنا خوش کرتا ہے لیکن حسد کرنے والوں کی جلن اور بڑھتی ہے۔ صحابہ کرام کی یہ صالح جماعت اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی محنت اور تربیت کا ثمر ہے

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری اُمیدوں کا

جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

اللہ کے رسول ﷺ اپنی محنت کے ثمرات دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور کافر صحابہ کرام کے اس سرسبز و شاداب گلستان کو دیکھ کر حسد کی آگ میں بری طرح سے جل رہے ہیں۔ وہ جلتے رہیں اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب ﷺ کے ان مخلص ساتھیوں کو نوازتا رہے گا اور روزِ قیامت اپنی بخشش اور اجرِ عظیم کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## سُورَةُ الْحُجَرَاتِ

اسلامی ریاست کے حوالے سے احکامات

اس سورہ مبارکہ میں اسلامی ریاست کے حوالے سے رہنما اصول اور اُس کے اندرونی استحکام کے لیے اہم ہدایات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
- آیت ۶ ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی
- آیات ۷ تا ۸ اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
- آیات ۹ تا ۱۲ ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی
- آیت ۱۳ عالمی اسلامی ریاست کے لیے وحدت کی بنیاد
- آیات ۱۴ تا ۱۸ اسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد
- آیت ۱

کوئی قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہوگی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَقْعَدُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ	آگے نہ بڑھو اللہ اور اُس کے رسول سے
وَاتَّقُوا اللَّهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ①	بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اس آیت میں ہدایت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات سے تجاوز نہ کرو۔ اس ہدایت کی روشنی میں اسلامی ریاست میں دستور کی پہلی اور اہم ترین بنیاد یہ ہے کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اُس کی اطاعت ہر صورت میں لازم ہے۔ البتہ اُس کی اطاعت کا ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہمیں شریعت کے دو ماخذ، قرآن و سنت عطا ہوئے۔ ان حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے دستور میں طے کیا جائے گا کہ ریاست میں کوئی قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوگی۔ آیت میں مزید تاکید کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہی اطاعت کی روح ہے۔ تقویٰ نہ ہو تو انسان احکامات شریعت کو حیلہ سازی کے ذریعہ کھیل بنالیتا ہے۔

### آیات ۲ تا ۵

دستورِ اسلامی کی جذباتی و ثقافتی بنیاد... نبی اکرم ﷺ کا ادب و احترام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ	نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر
وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ	اور نہ اونچی کرو آواز اُن کے ساتھ بات کرنے میں
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ	جیسا کہ اونچی کرنا ہوتا ہے آواز تم میں سے ایک کا دوسرے کے لیے
أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ	ایسا نہ ہو برباد ہو جائیں تمہارے اعمال
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝	اور تم خبر تک نہ رکھتے ہو۔
إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ	بے شک جو لوگ پست رکھتے ہیں اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے سامنے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

یہی لوگ ہیں کہ آزمالیے ہیں اللہ نے اُن کے دل تقویٰ کے لیے	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِتَتَّقُوا
اُن کے لیے بخشش ہے اور شاندار بدلہ۔	لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۲
بے شک اے نبی! جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے	إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ
اُن کے اکثر نہیں سمجھتے۔	أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝۳
اور اگر یہ کہ وہ صبر کرتے	وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا
یہاں تک کہ آپ نکلتے اُن کی طرف	حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ
یقیناً بہتر ہوتا اُن کے لیے	لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۴

ہر ریاست کو اپنی وحدت و شیرازہ بندی کے لیے ایک قومی رہنما (National hero) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس کی محبت کو فروغ دیا جاتا ہے اور اُس کے فرامین کو سند سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اس مقصد کے لیے کسی مصنوعی رہنما کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے قیامت تک اُسوہ اور لائق اتباع ذات جنابِ نبی کریم ﷺ کی ہے۔ اُن کے فرامین کی اطاعت اور اُن کی سنت کی پیروی عالمگیر سطح پر ایک وحدت کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ کا ادب و احترام دل میں اللہ کا تقویٰ ہونے کی علامت ہے کیونکہ آپ ﷺ کی تعظیم دراصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے جس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کے ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ اپنی رائے کو آپ ﷺ کے ارشاد پر فوقیت نہ دی جائے۔ جب دلیل کے طور پر آپ ﷺ کا ارشاد پیش کیا جائے تو فوراً خاموشی اختیار کی جائے اور اپنی کسی برخلاف رائے کو ترک کر دیا جائے۔ اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اُس کی تمام نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جو بد نصیب آپ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں اُن کا کیا انجام ہوگا!

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## آیت ۶

## بغیر تحقیق کے فیصلہ نہ کرو

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ	اگر لائے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر
فَتَبَيَّنُوا	تو خوب تحقیق کر لیا کرو
أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ	ایسا نہ ہو تم جاؤ کسی قوم پر لاعلمی میں
فَتُصِيبُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝۶	پھر ہو جاؤ اُس پر جو تم نے کیا ہے نادم۔

اس آیت میں افواہ سازی کا سد باب کیا گیا ہے۔ اگر کوئی خبر کسی ایسے شخص کی طرف سے پہنچے جس کے کردار کی پاکیزگی واضح نہ ہو تو اُس خبر پر بغیر تحقیق کے کوئی گمان یا فیصلہ نہ کیا جائے۔ ممکن ہے وہ خبر غلط ہو اور ہمیں اپنے کیے پر ندامت و پشیمانی سے دوچار ہونا پڑے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: كُفِيَ بِالنَّبِيِّ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم) "کافی ہے ایک شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے کہ وہ (بلا تحقیق) آگے بیان کر دے ہر وہ بات جو اُس نے سنی ہے۔"

اسلامی ریاست میں قانون سازی کا ایک اہم ماخذ حدیث نبوی ﷺ ہے۔ حدیث بھی ایک اہم خبر ہے جو محدثین تک پہنچی۔ اسی لیے محدثین نے اس کی صداقت معلوم کرنے کے لیے تحقیق کا حق ادا کیا۔ ہر اُس شخص کے بارے میں مکمل چھان بین کی جس کا نام کسی بھی حدیث کی سند میں راوی کے طور پر آیا۔ صرف صحابہ کرام کو اس سے مستثنیٰ رکھا کیوں کہ اُن کے عدول اور سچا ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔

## آیات ۷ تا ۸

## رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کی تو مشکل میں پڑ جاؤ گے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَأَعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ	جان لو! تمہارے درمیان اللہ کے رسول ہیں
لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ	اگر وہ کہنا میں تمہارا بہت سے معاملات میں
لَعَنْتُمْ	یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ گے
وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَبٌ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ	اور لیکن اللہ نے محبوب کر دیا ہے تمہارے لیے ایمان کو
وَزَيَّنَّاهُ فِي قُلُوبِكُمْ	اور خوشنما کر دیا ہے اُسے تمہارے دلوں میں
وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ	اور ناپسندیدہ کر دیا ہے تمہارے لیے کفر اور گناہ اور نافرمانی کو
أُولَٰئِكَ هُمُ الرُّشِدُونَ ۝	یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔
فَضَلَّاهُم مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً	فضل ہے اللہ کی طرف سے اور نعمت
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

ان آیات میں رُوئے سخن اُن صحابہ اور صحابیات کی طرف ہے جن کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قربت داری کا تعلق تھا۔ ان سے فرمایا گیا کہ اگرچہ نبی اکرم ﷺ تم میں سے کسی کے داماد، کسی کے بھتیجے، کسی کے خسر، کسی کے شوہر اور کسی کے والد بھی ہیں لیکن اُن سے تمہاری اصل نسبت رسول اور امتی کی ہے۔ اُن ﷺ کی رہنمائی براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہر معاملہ میں پہلے اُن کی مرضی و منشاء کو دیکھو اور پھر اگر وہ اجازت دیں تو اپنی رائے پیش کرو۔ کسی بھی صورت میں اپنی رائے کو اُن کی رائے پر فوقیت دے کر اپنی بات منوانے کی کوشش نہ کرو ورنہ تمہیں لازماً نقصان کا سامنا ہوگا۔ آیت ۷ کے دوسرے حصے میں صحابہ کرام کو صاحب ایمان، صاحب کردار اور صاحب ہدایت ہونے کی سند عطا کی گئی ہے۔ فرمایا گیا کہ صحابہ کرام کا باطن اس قدر پاکیزہ اور نورِ ایمان سے اس طرح جگمگا رہا ہے کہ انہیں کفر، نافرمانی اور گناہوں کے تصور سے بھی نفرت ہے۔ ایسے ہی مخلص

ساتھیوں کی رفاقت اور جاٹاری کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ بلاشبہ ایمان کی محبت اور کفر و نافرمانی سے نفرت اللہ تعالیٰ کا وہ فضل ہے جو وہ اپنے علم و حکمت کی بنیاد پر جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فضل ہمیں بھی عطا فرمائے:

اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ - آمین !

### آیات ۹ تا ۱۰

دو مسلمان گروہ باہم لڑ پڑیں تو فوراً صلح کراؤ

وَأِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا	اور اگر دو گروہ مومنوں میں سے آپس میں لڑ پڑیں
فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا	تو صلح کراؤ اُن دونوں کے درمیان
فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ	پھر اگر گزریادتی کرے اُن میں ایک گروہ دوسرے پر
فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي	تو لڑو اُس سے جو زیادتی کرتا ہے
حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ	یہاں تک کہ وہ پلٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف
فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ	پھر اگر وہ پلٹ آئے تو اُن کے درمیان صلح کراؤ عدل کے ساتھ
وَأَقْسِطُوا	اور عدل کرو
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ①	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے عدل کرنے والوں کو۔
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ	بے شک مومن تو بھائی ہی ہیں

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

فَاَصْلِحْوا بَيْنَ اَخْوِيكُمْ	پس صلح کرادیا کرو اپنے دو بھائیوں کے درمیان
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۰﴾	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اگر اہل ایمان کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو دیگر مسلمانوں کو چاہیے کہ :

i- اس صورت حال پر انتہائی دکھ اور کرب محسوس کریں اور اسے ملت اسلامیہ کے اتحاد میں ایک رخنہ تصور کریں۔ لہذا لا تعلق ہو کر بیٹھنے یا تماشائی بننے کے بجائے متخارب گروہوں میں صلح کروانے کی کوشش کریں۔

ii- اگر کوئی فریق صلح پر آمادہ نہ ہو یا صلح کے لیے ناجائز شرائط پیش کرے یا صلح کی خلاف ورزی کرے، تو اسے سماجی دباؤ کے ذریعہ عادلانہ صلح پر آمادہ کیا جائے۔ سماجی دباؤ میں اس کی ہٹ دھرمی کی علی الاعلان مذمت، اس کا بائیکاٹ اور انتہائی درجہ میں اس کے خلاف جنگ کرنا بھی شامل ہے۔

iii- جب دونوں فریق صلح پر آمادہ ہو جائیں تو ان کے درمیان صلح کرادی جائے۔ صلح کے مبنی بر عدل ہونے کا خاص خیال رکھا جائے اور خاص طور پر اس فریق پر زیادتی نہ کی جائے جسے زبردستی صلح پر آمادہ کیا گیا ہے۔

آیت ۱۰ دنیا کے تمام مسلمانوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کرتی ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ کوئی سلیم الفطرت آدمی پسند نہیں کرتا کہ دو بھائیوں کے درمیان اختلافات رہیں۔ لہذا صلح کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اگر ہم بھائیوں کے درمیان تنازعات ختم کروا کر ان پر مہربانی کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمیں اپنے رحم و کرم سے نوازے گا۔

### آیات ۱۱ تا ۱۲

وہ مجلسی برائیاں جو دلوں کو پھاڑ دیتی ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ	مذاق نہ اڑائیں مرد دوسرے مردوں کا

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ	ممکن ہے وہ ہوں بہتر اُن سے
وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ	اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا
عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُمْ	ممکن ہے وہ ہوں بہتر اُن سے
وَلَا تَلْبِزُوا أَنْفُسَكُمْ	اور نہ طعنہ دو اپنے لوگوں کو
وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ	اور نہ پکارو ایک دوسرے کو بُرے القاب کے ساتھ
بِئْسَ الْإِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ	بُرا ہے برا نام رکھنا ایمان کے بعد
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۱۱	اور جس نے توبہ نہیں کی تو وہی ظالم ہیں۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ	بچو بہت زیادہ گمان کرنے سے
إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ	بے شک بعض گمان گناہ ہیں
وَلَا تَجَسَّسُوا	اور جاسوسی نہ کرو (کسی کی)
وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا	اور نہ غیبت کرے تم میں سے کوئی دوسرے کی
أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا	کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی کہ وہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہے
فَكَرِهْتُمُوهُ	تو تم نے ناپسند کیا اسے
وَاتَّقُوا اللَّهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾

بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات میں اُن مجلسی برائیوں سے روکا گیا ہے جن کی وجہ سے دو افراد یا گروہوں میں محبت و الفت کمزور پڑ جاتی ہے، نفرت و عداوت کا آغاز ہوتا ہے اور بعض اوقات دشمنی ایسی شدت اختیار کرتی ہے کہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ وہ مجلسی برائیاں یہ ہیں :

i- کسی کا مذاق اڑانا۔ مذاق اڑانے والا کسی کے ظاہر کو دیکھ کر ایسا کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ انسان کے باطن پر ہوتی ہے۔

ترمذی شریف میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ

"بے شک اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتیں اور مال اور لیکن وہ دیکھتا ہے تمہارے دل اور اعمال"۔

ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ اپنی کسی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو مذاق اڑانے والے سے زیادہ محبوب ہو یا اگر آج برا ہے تو کل کوئی ایسا عمل کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں افضل قرار پائے۔ عام طور پر قرآن حکیم میں مخاطب مرد ہوتے ہیں لیکن دیے جانے والے احکامات کا اطلاق خواتین پر بھی ہوتا ہے۔ ان آیات میں خواتین کو علیحدہ سے مذاق اڑانے سے روکا گیا کیوں کہ یہ برائی خواتین میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ خواتین کا دائرہ کار گھریلو محدود ہوتا ہے اور اس چھوٹی دنیا میں سطحی باتوں پر توجہ زیادہ ہوتی ہے، لہذا ان باتوں پر تنقید کا معاملہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

ii- کسی کو طعنہ دے کر یا اُس پر الزام لگا کر اُسے شرمندہ کرنا۔ یہاں فرمایا گیا کہ ابنوں کو طعنہ نہ دو یعنی تمام مسلمان آپس میں بھائی اور ایک ملت واحدہ ہیں لہذا کسی مسلمان کو طعنہ دینا درحقیقت اپنی ہی ملت کو داغدار کرنا ہے۔

iii- کسی شخص یا گروہ کا ایسا نام رکھنا جو اُسے ناگوار محسوس ہوتا ہو۔ یہ انتہائی بزدلانہ اور گھٹیا حرکت ہے اور ایمان کے دعویدار انسان کو ہر گز زیب نہیں دیتی۔ ایمان تو وہ جذبہ محرکہ ہے جو انسان کی سوچ اور کردار کو اعلیٰ صفات کا حامل بننے کی طرف گامزن کرتا ہے۔

iv- سوئے ظن یعنی براگمان کرنا۔ انسان کی رائے محض گمان پر نہیں بلکہ ٹھوس حقائق کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ کسی شخص کے ساتھ معاملہ کا آغاز حسن ظن سے کرنا چاہیے۔ سوئے ظن بعض اوقات بہت سی غلط فہمیوں کا سبب بن جاتا ہے اور انسان سے افسوسناک اقدامات کروا دیتا ہے۔

v- تجسس کرنا یعنی کسی کی ٹوہ میں لگنا۔ عام طور پر کسی کے ساتھ حسد، بغض، دشمنی یا دنیوی معاملات میں مسابقت کی وجہ سے، اُس کے نجی و ذاتی معاملات کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ اُسے بدنام کیا جائے یا نقصان پہنچایا جائے۔ اس برائی سے مسلمانوں کو روکا گیا کیونکہ یہ آپس میں شدید نفرتوں کا باعث بنتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بَلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَتَّبِعُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي يَتِّهِ (مسند احمد)

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو زبان سے اور نہیں داخل ہوا ایمان جن کے دل میں غیبت نہ کرو مسلمانوں کی اور نہ تلاش کرو اُن کے عیب۔ تو بے شک جو تلاش کرے گا اُن کے عیب تو پیچھے پڑ جائے گا اللہ اُس کے عیب کے اور جس کے لیے پیچھے پڑ جائے اللہ اُس کے عیب کے تو وہ رسوا کر دے گا اُسے اُس کے گھر میں۔"

vi- غیبت کرنا یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اُس کی برائی کرنا۔ اگر یہ برائی فی الواقع اُس شخص میں موجود ہے تو اس کا بیان کرنا غیبت ہے ورنہ بہتان ہے۔ ایک چونکا دینے والی تمثیل کے ذریعہ واضح کیا گیا کہ غیبت کا گناہ اتنا ہی برا ہے جیسے ایک مردہ بھائی کا گوشت نونچ نونچ کر کھانا جو اپنے دفاع پر قادر نہیں ہے۔

### آیت ۱۳

عالمگیر مساواتِ انسانی کی بنیاد... وحدتِ خالق اور والدین

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اے لوگو! بے شک ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے	يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ
اور ہم نے بنادیا ہے تمہیں قومیں اور قبیلے	وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ
تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو	لِتَعَارَفُوا
بے شک تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے	إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ
بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے۔	إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۱۳﴾

اس آیت میں فرمایا گیا کہ تمام انسان ایک خالق کی مخلوق اور ایک مرد اور عورت کی اولاد ہونے کے ناطے بالکل برابر ہیں۔ کوئی بھی انسان حقیر نہیں۔ وہ سب ایک عالمگیر برادری کا حصہ ہیں۔ گویا یہ آیت پوری نوع انسانی کے درمیان وحدت کی اساس فراہم کرتی ہے۔ انسان نے اجتماعیت کے میدان میں ارتقاء کرتے کرتے قبائلی نظام، پھر شہری حکومت اور آخر کار ریاست کے تصور تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ اب انسان شدت سے محسوس کر رہا ہے کہ اگر ایک عالمی ریاست قائم نہ ہوئی تو قوموں کے درمیان تصادم اور اس میں مہلک ہتھیاروں کے استعمال کی وجہ سے انسان ایک ہولناک تباہی سے دوچار ہو کر رہے گا۔ ذرائع ابلاغ کی ترقی نے آج پوری دنیا کو قریب کر کے فاصلوں کو بے معنی کر دیا ہے اور اس طرح ایک عالمی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کر دی ہے۔ لیکن دلوں میں ایسے فاصلے ہیں جو اس سلسلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ یہ فاصلے مختلف اقوام کے درمیان رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر نفرتوں کی صورت میں ہیں۔ یہ نفرتیں ماضی میں ہولناک جنگوں اور بڑے پیمانے پر انسانی ہلاکتوں کا باعث بنی ہیں۔ یہ آیت ان نفرتوں کو دور کرنے کے لیے ٹھوس رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آیت کے دوسرے حصے میں کہا گیا کہ انسانوں کی مختلف قوموں اور قبائل میں تقسیم محض تعارف یعنی ایک دوسرے کو پہچاننے کی سہولت کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہ ہے جو متقی ہے۔ تقویٰ کا تعلق ظاہر سے نہیں بلکہ باطن سے ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کے دل میں تقویٰ ہے اور کتنا ہے؟ اسی کے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اعتبار سے آخرت میں انسان کا مرتبہ و مقام طے ہوگا۔ انسانوں میں ایک دوسرے پر برتری (The urge to dominate) کے حصول کا جذبہ فطری طور پر موجود ہے۔ اگر معاشرے میں برتری کی بنیاد نسب، دولت یا اقتدار نہ ہو بلکہ اخلاق و تقویٰ ہو تو انسانوں کے مابین مسابقت مثبت اور مفید (Productive) خطوط پر پروان چڑھتی ہے اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

### آیت ۱۴

#### اسلام اور ایمان کا فرق

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا	کہا دیہاتیوں نے ہم ایمان لے آئے
قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوا	اے نبی! فرمائیے تم ایمان نہیں لائے
وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا	اور لیکن کہو ہم اسلام لے آئے
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ	اور ابھی تک نہیں داخل ہوا ایمان تمہارے دلوں میں
وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ	اور اگر تم اطاعت کرو گے اللہ اور اُس کے رسول کی
لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا	اللہ کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۴﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ قرآن حکیم کی واحد آیت ہے جہاں اسلام اور ایمان کی اصطلاحات مقابل کے طور پر لائی گئی ہیں۔ چند نو مسلموں کے ایمان کے دعوے کی نفی کی گئی لیکن اُن کے اسلام کا اثبات کیا گیا۔ یہاں زبانی اقرار کو اسلام اور قلبی یقین کو ایمان کہا گیا ہے۔ اسلام عام ہے اور ہر مسلمان کو یہ نعمت حاصل ہے۔ البتہ ایمان خاص ہے اور یہ نعمت کسی کسی کو حاصل ہے۔ جن لوگوں کو یہ نعمت حاصل ہے ان کی کیفیت اگلی آیت میں بیان کی گئی ہے۔ البتہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری و رحیمی کا اظہار ہے کہ اگر بغیر قلبی ایمان کے بھی

اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے تو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ استقامت کے ساتھ عمل کرنے سے دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے۔ سورت کے موضوع کے اعتبار سے اس آیت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد اسلام پر ہے۔ ایمان ایک باطنی حقیقت ہے جسے دنیا میں جانچا یا ناپا نہیں جاسکتا۔ لہذا اسلامی ریاست میں شہری حقوق زبانی اقرار یعنی اسلام کی بنیاد پر حاصل ہو سکیں گے۔ اسلامی معاشرہ ایک نظریاتی معاشرہ ہے جس کی بنیاد رنگ، نسل یا زبان پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلام پر ہے۔

### آیت ۱۵

#### حقیقت میں مومن کون ہیں؟

بے شک مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسول پر	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
پھر انہوں نے شک نہیں کیا	ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا
اور جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں	وَجَهْدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
یہی لوگ سچے ہیں۔	أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾

اس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ حقیقی مومن تو صرف وہ ہیں جو :

- i- باطن میں ایسا یقین قلبی رکھتے ہیں کہ جس کی وجہ سے اُن کی سوچ شکوک و شبہات سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے لیے یکسو ہو چکے ہیں۔
  - ii- ظاہر میں مال اور جان سے اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔
- اگر ہم اوپر بیان کردہ دونوں صفات رکھتے ہیں تو گویا ایمان حقیقی کی دولت رکھتے ہیں جس کی بنیاد پر آخرت میں کامیابی کا فیصلہ ہوگا۔ ورنہ ہم صرف قانونی مسلمان ہیں اور آخرت میں ہمیں ناکامی کے اندیشہ سے ڈرنا چاہیے۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## آیات ۱۶ تا ۱۸

اسلام قبول کرنا تمہارا کمال نہیں بلکہ تم پر اللہ کا احسان ہے

اے نبی! فرمائیے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے	قُلْ أَتَعْلَمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ
حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے	وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔	وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۶﴾
وہ احسان رکھتے ہیں آپ پر کہ اسلام لے آئے	يَسْتُونُ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا
فرمائیے مت احسان رکھو مجھ پر اپنے اسلام کا	قُلْ لَا تَبْنُوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ
بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے تم پر کہ اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں ایمان کی	بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ
اگر تم سچے ہو	إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے تمام غیب	إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو تم کر رہے ہو۔	وَاللَّهُ بَصِيرٌ ﴿۱۷﴾ بِمَا تَعْمَلُونَ

ان آیات میں اُن نو مسلموں سے خطاب ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ پر اپنے قبولِ اسلام کا احسان جتلیا تھا۔ فرمایا گیا کہ کسی انسان کا مسلمان ہو جانا، اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا اُس انسان پر احسان ہے کہ اُس نے اُسے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

### منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

"بادشاہ کی خدمت کا تمہیں اگر کوئی موقع ملا ہے تو یہ نہ سمجھو کہ اُس پر تمہارا کوئی احسان ہے بلکہ بادشاہ کا احسان مانو کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت کا موقع دیا ہے۔" پھر اللہ تعالیٰ نے تو اسلام سے آگے بڑھ کر ایمان کی طرف رہنمائی کی ہے۔ آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ بذات خود جانتا ہے کہ کون اخلاص نیت سے اسلام لایا ہے اور کس کا دل ایمان حقیقی سے منور ہے۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---



## سورہ عقی

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قدرت و علم اور آخرت کے باہمی تعلق کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قدرت اور علم کا انتہائی مؤثر بیان ہے اور آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور جوابدہی کو انہی صفات کا ظہور قرار دیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱۵ تا ۱۵ اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کے مظاہر
- آیات ۱۶ تا ۱۸ اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم
- آیات ۱۹ تا ۲۵ احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۵

کافروں کے دو اعتراضات

ق	تاف
وَالْقُرْآنِ الْبَجِيدِ ①	قسم ہے بڑی عزت والے قرآن کی۔
بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ	بلکہ انہوں نے تعجب کیا کہ آئے اُن کے پاس ایک خبردار کرنے والے انہی میں سے
فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ②	تو کہا کافروں نے یہ ایک عجیب چیز ہے۔
إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا	کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی (تو دوبارہ زندہ کیے جائیں گے)؟

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

ذٰلِكَ رَجْعُ الْبَعِيْدِ ۝۲	یہ تو بہت دور کا لوٹنا ہے۔
قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ	یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین کم کرتی ہے اُن میں سے
وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۳	اور ہمارے پاس محفوظ رکھنے والی کتاب ہے
بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ	بلکہ اُنہوں نے جھٹلایا حق کو جب وہ آیا اُن کے پاس
فَهُمْ فِيْ اَمْرِ مَّرِيْجٍ ۝۵	پھر وہ ایک الجھے ہوئے معاملہ میں ہیں۔

ان آیات میں کفار کے دو اعتراضات بیان کیے گئے ہیں اور اُن کے جوابات دیے گئے :

- i - حضرت محمد ﷺ انسان ہیں اور وہ رسول کیسے ہو سکتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ قرآن مجید یعنی انتہائی عظمت والے قرآن کا آپ ﷺ کی زبان سے بیان اس حقیقت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
- ii- کیسے ممکن ہے کہ جب ہم قبر میں گل کر مٹی ہو جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو اُن کے جسم کے ایک ایک ذرہ کا حساب محفوظ ہے جو زمین میں جذب ہو کر مٹی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح دلیل دی ہے کہ پہلی بار بنانے والا دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اُنہوں نے اس حق کو جھٹلادیا ہے اور اب وہ الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ اُن میں سے کچھ کہتے ہیں دوبارہ زندہ ہونا ممکن نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہوں گے اور ہمارے معبود اپنی سفارش کے ذریعہ ہمیں بچالیں گے۔ کچھ کا تصور ہے کہ اگر ہمیں یہاں مال و اسباب دیا گیا ہے تو وہاں بھی نعمتیں مل جائیں گی۔ یہ تمام من گھڑت تصورات ہیں۔ حق وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

### آیات ۶ تا ۱۱

### اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ	کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا آسمان کی طرف اپنے اوپر
--	---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

کَیْفَ بَنَیْنَاهَا	کیسے ہم نے بنایا اُسے
وَزَيَّنَّاهَا	اور ہم نے سجایا اُسے
وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ①	اور نہیں ہے اُس میں کوئی شگاف۔
وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا	اور زمین کہ ہم نے پھیلایا اُسے
وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ	اور ہم نے ڈال دیے اِس میں بوجھ (یعنی پہاڑ)
وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ②	اور ہم نے اگائیں اِس میں ہر قسم کی بارونق چیزیں۔
تَبْصِرَةً وَذِكْرًا لِّحُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ③	سجھانے اور یاد کرانے کے لیے ہر رجوع کرنے والے بندے کو
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا	اور ہم نے نازل کیا آسمان سے بابرکت پانی
فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَبًّا	پھر ہم نے اگائے اُس کے ساتھ باغات
وَحَبَّ الْحَصِيدِ ④	اور کالٹے ہوئے (اناج کے) دانے۔
وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ	اور کھجور کے لمبے لمبے درخت
لَهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ⑤	جن کے تہہ بہ تہہ خوشے ہیں۔
رِزْقًا لِّلْعِبَادِ	رزق ہے بندوں کے لیے
وَاحْيَيْنَا بِهِ بَلَدَةً مَّيِّتًا	اور ہم نے زندہ کیا اِس پانی کے ساتھ مردہ زمین کو
كَذَلِكَ الْخُرُوجُ ⑥	اِسی طرح سے نکلنا ہے (قبروں سے)۔

ان آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے حسب ذیل مظاہر بیان کیے گئے ہیں :

- i- اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان بنایا، اُسے سورج، چاند اور ستاروں سے سجایا اور اُس میں کہیں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا۔
- ii- اللہ تعالیٰ نے انتہائی کشادہ زمین بنائی، اُس پر بھاری بھاری پہاڑ نصب فرمائے اور اُس میں طرح طرح کی نباتات اگائیں جو بندوں کے لیے خالق کی معرفت حاصل کرنے کی واضح نشانیاں ہیں۔
- iii- اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی اور اُس کے ذریعہ سے باغات اگائے جو قائم رہتے ہیں لیکن ان کا پھل اتار لیا جاتا ہے اور کھیت پیدا کیے جو جڑ سے اکھاڑ لیے جاتے ہیں۔
- iv- اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے رزق کے لیے کئی نعمتیں پیدا فرمائیں جن میں خاص طور پر کھجوروں کے خوشے ہیں جن پر تہہ بہ تہہ کھجوریں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔
- v- اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح وہ مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔

### آیات ۱۲ تا ۱۵

#### تاریخ سے عبرت

جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح اور کنوئیں والوں اور قوم ثمود نے۔	كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ۝
اور قوم عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے۔	وَعَادُ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝
اور جنگل والوں اور قوم تبع نے	وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۝
ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو	كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ ۝
تو ثابت ہو گیا میرے عذاب کا وعدہ۔	فَحَقَّ وَعِيدُ ۝

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

أَفَعَيَّنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ	تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے؟
بَلْ هُمْ فِي لُبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿٥﴾	بلکہ وہ شک میں ہیں نئے پیدا کیے جانے کے بارے میں۔

ماضی میں قوم نوح، کنوئیں والی قوم، قوم ثمود، قوم عاد، فرعون، قوم لوط، جنگل والی قوم اور تبع کی قوم نے آخرت کے حوالے سے رسولوں کی دی ہوئی خبروں کو جھٹلایا۔ رسولوں نے اُن تک بات پہنچانے کا حق ادا کر دیا لیکن وہ اپنے انکار سے باز نہ آئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پہلی بار بنایا ہے کیا وہ تھک چکا ہے کہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ نہیں بلکہ ہر دور میں جھٹلانے والے ہی شکوک و شبہات کا شکار رہے اور پھر ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

### آیات ۱۶ تا ۱۸

### اللہ تعالیٰ کی صفت علم

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیا انسان کو
وَنَعْلَمُ مَا تُوسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ	اور ہم جانتے ہیں وہ سب، وسوسہ ڈالتا ہے جس کا اُس کا نفس
وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾	اور ہم زیادہ قریب ہیں اُس کے رگِ جاں سے بھی۔
إِذْ يَتَلَفَّى الصُّبُورُ	جب لیتے ہیں دو لینے والے (تحریر میں اُس کے ہر قول و فعل کو)
عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾	دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے بیٹھے ہوئے۔
مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ	وہ نہیں بولتا کوئی بات
إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾	مگر اُس کے پاس ہوتا ہے چوکس نگران۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اور وہ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ انسان کا کون سا عضو کیا فعل انجام دے رہا ہے؟ ظاہری اعمال کے ساتھ ساتھ وہ انسان کے نفس میں پیدا ہونے والے ہر وسوسے کو بھی جانتا ہے۔ پھر عدل کا تقاضا پورا کرنے کے لیے اُس نے دو فرشتے ہر انسان پر مقرر کر دیے ہیں جو اُس کا ہر عمل لکھ رہے ہیں۔ انسان زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتا مگر اُسے لکھ لیا جاتا ہے۔ اس طرح انسان کا وہ اعمال نامہ تیار ہو رہا ہے جو روزِ قیامت اُس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارا حساب کتاب آسان فرمائے اور ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

### آیت ۱۹

### موت کی سختی

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ	اور آئی موت کی بیہوشی حق کے ساتھ
ذَلِكَ مَا كُنْتُمْ مِنْهُ تَحِيدُونَ ﴿١٩﴾	یہ ہے وہ جس سے تو بھاگا کرتا تھا۔

انسان موت سے ڈرتا ہے اور اُس کے ذکر سے بھی گریز کرتا ہے لیکن وہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت پر اور طے شدہ جگہ پر آکر رہتی ہے۔ پھر بلاشبہ اُس کی سختی بڑی افیت ناک ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ وصال کے وقت پانی میں ہاتھ ڈال کر چہرے پر ملتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ (بخاری)

"نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، بے شک موت کی سختیاں ہوتی ہیں"۔ اللہ تعالیٰ ہم پر موت کی سختی آسان فرمائے اور اس حال میں موت عطا فرمائے کہ وہ ہم سے راضی ہو۔ آمین!

### آیات ۲۰ تا ۲۲

### میدانِ حشر میں حاضری

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اور پھونکا جائے گا صور میں	وَنُفِخَ فِي الصُّورِ
یہی عذاب کے وعدے کا دن ہے	ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعْدِ ﴿۲۰﴾
اور آئے گا ہر شخص	وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ
اُس کے ساتھ ہو گا ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا۔	مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ﴿۲۱﴾
(اللہ فرمائے گا) یقیناً تم تھے غفلت میں اس سے	لَقَدْ كُنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا
سو ہم نے اٹھا دیا ہے تم سے تمہارا پردہ	فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ
تو تمہاری نگاہ آج بہت تیز ہے۔	فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿۲۲﴾

روزِ قیامت تمام مردہ انسانوں کو زندہ کرنے کے لیے صور میں پھونک ماری جائے گی۔ ہر انسان کو میدانِ حشر میں اس طرح لایا جائے گا کہ اُس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے۔ شاید یہ وہی ہوں جنہوں نے دنیا میں اُس کے اعمال کا اندراج کیا تھا۔ ایک فرشتہ انسان کو ہانک کر میدانِ حشر کی طرف لائے گا اور دوسرے کے پاس اُس کے اعمال کا ریکارڈ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انسان سے فرمائے گا کہ تم اس روز کی تیاری سے غافل تھے۔ آج ہم نے تمہاری آنکھوں کی بصارت تیز کر دی ہے اور ہر شے سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اب تمہیں آخرت کی وہ تفصیل خوب دکھائی دے رہی ہیں جن کی انبیاء نے خبر دی تھی۔

### آیات ۲۳ تا ۲۹

#### انسان کے ساتھی شیطان کا انجام

اور کہے گا اُس کا ساتھی	وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا
یہ جو میرے پاس تھا حاضر ہے۔	مَا لَکَ دَیَّ عَتِیدٌ ﴿۲۳﴾

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۝۲۶	(حکم دے گا اللہ دونوں فرشتوں کو) تم دونوں پھینک دو جہنم میں ہر بہت ناشکرے، دشمن حق کو۔
مَنْ اٰجِلٌ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۝۲۷	جو بہت روکنے والا تھا نیکی سے، حد سے گزرنے والا تھا، شک کرنے والا تھا۔
اَلَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۝۲۸	جس نے بنایا تھا اللہ کے ساتھ دوسرا معبود
فَاَلْقِيْهِ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝۲۹	سو دونوں ڈال دو اُسے سخت عذاب میں۔
قَالَ قَرِيْبُهُ	کہے گا اُس کا ساتھی
رَبَّنَا مَا اَطَعْنٰهُ	اے ہمارے رب! میں نے سرکش نہیں بنایا اُسے
وَلٰكِنْ كَانْ فِي ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝۳۰	اور لیکن وہ خود تھا دور کی گمراہی میں۔
قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ	فرمائے گا اللہ مت جھگڑو میرے پاس
وَقَدْ قَدْ مُتْ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝۳۱	یقیناً میں بھیج چکا تھا تمہاری طرف عذاب کا ڈراوا۔
مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ	نہیں بدلی جاتی بات میرے ہاں
وَمَا اَنَا بِظَلّٰمٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۳۲	اور نہ ہی میں ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں بندوں پر۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے۔ میدانِ حشر میں وہ شیطان انسان کے سامنے ظاہر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ مجھے جس پر مسلط کیا گیا تھا وہ حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ایسے تمام انسانوں اور جنات کو جہنم میں ڈال دو جو حق کے دشمن اور انکار کرنے والے تھے، بھلائی کے کاموں سے روکتے تھے، حد سے گزرنے والے تھے، انبیاء کی تعلیمات میں شک کرتے تھے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر معبود تراش لیے تھے۔ ایسے بد بختوں کو شدید

---



---



---



---



---



---



---



---



---



---



عذاب میں جھونک دو۔ شیطان کہے گا کہ میں نے اس انسان کو سرکش نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی گمراہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہاں تمہیں جھگڑنے کی اجازت نہیں۔ میں نے تمہیں جرائم کی سزا سے پہلے آگاہ کر دیا تھا۔ میرا دستور بدلتا نہیں۔ اب تم بھی اور گمراہی میں پڑنے والا ہر انسان بھی دردناک عذاب سے دوچار ہو کر رہے گا۔

### آیت ۳۰

#### جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا

یَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ	جس دن ہم کہیں گے جہنم سے
هَلْ اُمْتَلَاتِ	کیا تو بھر گئی؟
وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ۝۳۰	اور وہ کہے گی کیا کچھ مزید ہے؟

انسانوں اور جنات کی اکثریت اپنی غفلت اور بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔ اس کے باوجود جب اللہ تعالیٰ جہنم سے پوچھے گا کہ کیا تم بھر گئی تو وہ کہے گی کہ نہیں مجھے مزید لوگ چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ہولناک عذاب کی جگہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

### آیات ۳۱ تا ۳۵

#### جنت میں کون لوگ جائیں گے

وَأُزِلْفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ	اور قریب کر دی جائے گی جنت پر ہیزگاروں کے
غَيْرِ بَعِيدٍ ۝۳۱	وہ نہ رہے گی کچھ زیادہ دور۔
هَذَا مَا تُوْعَدُونَ	یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيفٍ ۝۲۲	ہر اُس شخص سے جو (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنے والا، (اپنے کردار کی) خوب حفاظت کرنے والا ہے۔
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ	جو ڈرنے والا ہے رحمان سے بن دیکھے
وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ۝۲۳	اور لایا ہے (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا دل۔
أَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ	(کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ
ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝۲۴	یہی ہمیشہ رہنے کا دن ہے
لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا	اُن کے لیے جو کچھ وہ چاہیں گے اُس میں ہوگا
وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝۲۵	اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔

ان آیات میں بشارت دی گئی کہ جنت اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے والے پرہیزگاروں کے لیے ہے اور اسے روزِ قیامت اُن کے قریب کر دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے سیرت و کردار کو پاکیزہ رکھنے کے لیے برائیوں سے بچتے تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے رجوع کر کے گناہوں کی معافی مانگتے تھے۔ یہ غیب میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور اُن کے دلوں پر ہر وقت رقت طاری رہتی تھی۔ روزِ قیامت ان سعادت مندوں سے کہا جائے گا کہ اب ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جنت میں اُنہیں ہر وہ شے ملے گی جو طلب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ اپنے خاص فیض سے بھی اُنہیں نعمتیں عطا فرمائے گا۔ سب سے بڑی نعمت اللہ سبحانہ تعالیٰ کے رُخِ انور کا دیدار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں نصیب فرمائے۔ آمین!

### آیت ۳۶

سرکش قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ	اور ہم نے ہلاک کیں ان سے پہلے کتنی ہی نسلیں
---	---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

هُمُ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا	جو زیادہ سخت تھیں ان سے پکڑ کرنے میں
فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ	پس انہوں نے چھان مارے شہر
هَلْ مِنْ مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾	کیا ہے کوئی بھاگنے کی جگہ؟

ماضی میں کئی قومیں ایسی گزری ہیں جو آج کی سرکش قوموں کے مقابلہ میں زیادہ طاقتور تھیں۔ انہوں نے کئی شہروں پر حملے کیے اور تباہی مچائی۔ جب وہ سرکشی میں بڑھتے ہی چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شدید عذاب سے ہلاک کر دیا۔ عذاب سے بچنے کے لیے وہ پناہ گاہیں تلاش کرنے لگے لیکن نہ انہیں کوئی پناہ گاہ مل سکی اور نہ ہی کوئی طاقت انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکی۔

### آیت ۳۷

#### حق کی معرفت حاصل کرنے کی دو صورتیں

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ	بے شک اس میں یقیناً نصیحت ہے اُس کے لیے کہ جس کے پاس دل ہو (زنگ سے پاک)
أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ	یا وہ لگائے کان (سننے کے لیے)
وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾	اور وہ متوجہ بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ بندوں تک حق پہنچا دیتا ہے۔ البتہ حق کی معرفت سے دو طرح کے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے دل برے اعمال، تعصبات اور تکبر کی آلودگیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ایسے سلیم القلب لوگ فوراً حق کو قبول کرتے ہیں جیسے کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے قبول کیا۔ بعض لوگوں کے دلوں پر کچھ پردے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر توجہ سے حق کا پیغام بار بار سنتے ہیں تو دل کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور ان کے دل بھی معرفت حق کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال سیدنا عمرؓ ہیں جنہوں نے وحی

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

کے نزول کے چھ سال بعد بالآخر حق قبول کیا اور پھر حق کی سر بلندی کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کو بھی حق کی معرفت سے سرشار فرمائے۔ آمین!

### آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ ہر کمزوری سے پاک ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو
وَمَا بَيْنَهُمَا	اور جو کچھ ان کے درمیان ہے
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ	چھ دنوں میں
وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ۝۳۸	اور نہیں پہنچی ہمیں کوئی تھکان۔
فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ	پس اے نبی! صبر کیجئے اُس پر جو وہ کہہ رہے ہیں
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ	اور تسبیح کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے
وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۝۳۹	اور (اُس کے) غروب ہونے سے پہلے۔
وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ	اور رات میں پھر اُس کی تسبیح کیجئے
وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ۝۴۰	اور سجدوں (یعنی نماز) کے بعد بھی۔

یہود نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ جھوٹ گھڑا کہ اُس نے چھ دن میں آسمان اور زمین بنائے اور تھک گیا۔ پھر ساتویں دن اُس نے آرام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہود کے اس جھوٹ کی نفی فرمادی۔ کفار کی اس طرح کی باتیں نبی اکرم ﷺ کو ناگوار گزرتی تھیں۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ صبر کریں اور دل کو سکون اور راحت دینے کے لیے اور حق کی تبلیغ کے

لیے قوت و جذبہ حاصل کرنے کے لیے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کریں۔ رات کی گھڑیوں میں اُس کا ذکر کریں اور نمازوں کے بعد بھی ذکر کی لذت سے چاشنی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوقات میں خصوصاً اور ہر وقت اپنے ذکر کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین!

### آیات ۴۱ تا ۴۴

تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کرنا اللہ کے لیے آسان ہے

اور کان لگا کر سنو جس دن پکارے گا ایک پکارنے والا قریبی جگہ سے۔	وَاسْتَبِيعَ يَوْمَ يَنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝۴۱
اُس دن وہ سنیں گے ایک چیخ یقینی طور پر	يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ
یہ نکلنے کا دن ہے۔	ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝۴۲
بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں	اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ
اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔	وَ اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝۴۳
جس دن پھٹ جائے گی زمین اُن کے اوپر سے جبکہ وہ تیز دوڑتے ہوں گے (نکل کر)	يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سَرَاعًا
یہ جمع کر لینا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔	ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝۴۴

روزِ قیامت ہر انسان صور کی آواز کو بہت قریب محسوس کرے گا۔ تمام مردے اس آواز کو سنتے ہی زندہ ہو جائیں گے۔ زمین اُن کے اوپر سے پھٹ جائے گی۔ وہ نکل کر تیزی سے میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہ جس نے دنیا میں زندہ رکھا، پھر

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

موت دی، اب اُسی کے سامنے حاضری کے لیے سب پیش ہوں گے۔ تمام انسانوں کو اس طرح اپنے سامنے حاضری کے لیے جمع کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

### آیت ۴۵

اے نبی ﷺ قرآن کے ساتھ یاد دہانی کراتے رہیے

اے نبی ہم زیادہ جاننے والے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں	نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ
اور نہیں ہیں آپ اُن پر زبردستی کرنے والے	وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ
سو نصیحت کیجئے قرآن کے ساتھ اُسے جو ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدے سے۔	فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

اس آیت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ مخالفین کے جن اعتراضات اور طنز کے تیروں سے آپ ﷺ غمگیں ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ آپ ﷺ انہیں زبردستی ہدایت پر نہیں لاسکتے۔ البتہ آپ ﷺ مسلسل قرآن حکیم کے ذریعے انہیں حق اور حقائق کی یاد دہانی کراتے رہیے۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف حق پہنچا دینا ہے۔ پھر لوگوں سے حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر داعی دین کو اپنی کتاب کی مسلسل تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

## سورۃ ذاریات

## تذکیر بالقرآن کا شاہکار

اس سورہ مبارکہ میں تاریخی واقعات، آیاتِ آفاقی و انفسی اور احوالِ قیامت کا ذکر مختصر لیکن بڑے مؤثر پیرائے میں وارد ہوا ہے اور تذکیر بالقرآن کے اعتبار سے یہ سورۃ اپنی مثال آپ ہے۔

## ☆ آیات کا تجزیہ:

• آیات ۱۹ تا ۱۹	احوالِ آخرت
• آیات ۲۰ تا ۲۳	آیاتِ آفاقی و انفسی پر غور کی دعوت
• آیات ۲۴ تا ۴۶	تاریخ سے عبرت
• آیات ۴۷ تا ۵۱	آخرت کے بارے میں ایک دلیل
• آیات ۵۲ تا ۶۰	مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش

## آیات ۶۱ تا ۶۱

## قیامت ضرور آئے گی

وَالذُّرِّیَّتِ ذُرُّوۡا ①	قسم ہے بکھیرنے والی ہواؤں کی اڑا کر۔
فَالْحِمْلِیَّتِ وِقْرًا ②	پھر جو اٹھانے والی ہیں بوجھ (بادلوں کا)۔
فَالْجَرِیَّتِ یُسْرًا ③	پھر جو چلنے والی ہیں نرمی سے۔
فَالْمُقَسِّمَتِ اُمْرًا ④	پھر جو تقسیم کرنے والیاں ہیں (بارش کے) معاملہ کو۔
اِنَّمَا تُوعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ⑤	بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ①

اور بے شک جزا و سزا یقیناً واقع ہونے والی ہے۔

بارش کی آمد سے قبل تیز ہوائیں چلتی ہیں جو گرد و غبار اڑاتی ہیں۔ پھر وہ بھاری بادلوں کو لاتتی ہیں۔ بادلوں کے آنے کے بعد وہ نرمی سے چلتی ہیں تاکہ بادل کسی مقام پر رک کر برس جائیں۔ ہواؤں کے ذریعہ ہی یہ تقسیم ہوتی ہے کہ بادلوں نے کہاں سے گزر جانا ہے اور کہاں برسنا ہے۔ بادلوں کے برسنے سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ بار بار انسانوں کی آنکھوں کے سامنے گزرنے والا یہ منظر شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اور وہ تمام انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس کے بعد لازماً اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جس انسان نے کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوگا۔ جس نے ایسا نہ کیا وہ رسوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حق کی تصدیق کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۴

قیامت کا انکار کرنے والوں کا برا انجام

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ⑤	قسم ہے آسمان کی جو راستوں والا ہے۔
إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ⑧	بے شک تم یقیناً ایک اختلاف والی بات میں پڑے ہوئے ہو۔
يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ⑨	بہکایا جاتا ہے اس (بدلہ کے دن) سے جو (پہلے ہی) بہکایا گیا ہے۔
قُتِلَ الْخَرِصُونَ ⑩	مارے گئے قیاس آرائیاں کرنے والے۔
الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ⑪	وہ جو بڑی غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔
يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ⑫	پوچھتے ہیں کب ہوگا بدلہ کا دن؟



یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۝۱۳	جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔
ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ	چکھو اپنی شرارت کا مزہ
هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝۱۴	یہی ہے تم جسے جلدی مانگا کرتے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس آسمان کو گواہ بنایا ہے جس میں ستاروں کی حرکت اور فرشتوں کی آمد و رفت کے لیے راستے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات لے کر نازل ہوتے ہیں اور انسانوں کے اعمال کی خبریں لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اس آسمان کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگ بلاوجہ قیامت کے حوالے سے اختلاف کر رہے ہیں۔ مثلاً:

i۔ کسی کا خیال ہے کہ قیامت کا آنا ناممکن ہے۔

ii۔ کسی کا تصور ہے کہ قیامت آئے گی لیکن ہمارے معبودوں کی شفاعت ہمیں جہنم سے بچالے گی۔

iii۔ کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے وہ سب کو بخش دے گا۔

iv۔ کسی کی خام خیالی ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے یہاں نعمتیں دی ہیں وہ آخرت میں بھی دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے حوالے سے جھوٹ بولنے والے روز قیامت مارے جائیں گے۔ آج وہ طنزیہ انداز سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اُن کے طنزیہ سوال کا جواب یہ ہے کہ قیامت اُس روز آئے گی جب اُنہیں آگ پر تپایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب اپنی سرکشی کا مزہ چکھو۔ یہ ہے عذاب جس کے بارے میں تمہیں بہت جلدی لگی ہوئی تھی۔

### آیات ۱۵ تا ۱۹

#### پرہیزگاروں کے لیے حسین انعامات

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝۱۵	بے شک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہوں گے۔
أَخْذِينَ مَا أَرَاهُمْ رَبُّهُمْ	لینے والے ہوں گے وہ سب جو دے گا اُنہیں اُن کا رب

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

انہم کانوا قبل ذلک مُحْسِنِينَ ﴿۱۶﴾	بے شک وہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔
کانوا قَلِيلًا مِّنَ الْبَلِّ مَا يَهْجَعُونَ ﴿۱۷﴾	وہ رات کے تھوڑے حصہ میں سویا کرتے تھے۔
وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۸﴾	اور سحر کے اوقات میں وہ بخشش مانگا کرتے تھے۔
وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۱۹﴾	اور اُن کے مال میں حصہ تھا مانگنے والے اور محروم کے لیے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والے باغات اور چشموں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے جانے والے انعامات مسلسل وصول کرتے رہیں گے۔ یہ صلہ ہے اُن کے اُس عمل کا کہ وہ انتہائی نیکو کار تھے۔ رات کو کم سو کر زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرتے ہوئے گزارتے تھے۔ پھر اپنی اس عبادت پر تکبر کے بجائے عاجزی کے ساتھ سحر کے اوقات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے تھے۔ بندوں کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور اپنے اموال سے محتاجوں اور بے کسوں کی مستقل مدد کرتے تھے۔ وہ یہ مدد اُن پر احسان رکھ کر نہیں بلکہ اُن کا حق سمجھ کر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

### آیات ۲۰ تا ۲۳

### آیاتِ انفسی وارضی قیامت کے لیے دلیل ہیں

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾	اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لیے۔
وَفِي أَنْفُسِكُمْ	اور تمہارے وجود میں بھی
أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾	تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟
وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ	اور آسمان میں تمہارا رزق ہے

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

وَمَا تَوْعَدُونَ ﴿۲۶﴾	اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔
فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ	سو قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی
إِنَّهُ لَحَقُّ	بے شک وہ (قیامت) یقیناً حق ہے
مِثْلَ مَا أَنتُمْ تَنْطِقُونَ ﴿۲۷﴾	اسی طرح جیسے کہ تم بولتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں انسان کو آیاتِ ارضی اور آیاتِ انفسی پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ زمین کا بارش کے ذریعے بار بار زندہ ہونا اور زمین پر موجود غذائی اور دیگر استعمال کی اشیاء کا ختم ہونے کے بعد بار بار پھر پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ ہماری موجودہ تخلیق ثابت کرتی ہے کہ پہلی بار ہمیں پیدا کرنے والا دوبارہ بھی پیدا فرما سکتا ہے۔ پھر ہمارے اپنے وجود میں ضمیر کا نیکی پر سرور دینا اور برائی پر خلش پیدا کرنا، اس بات پر شاہد ہے کہ اعمال کا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ جس آسمان سے بارش برستی ہے اور پھر بار بار انسان کا رزق پیدا ہوتا ہے، اُسی آسمان سے اچانک قیامت کا فیصلہ بھی آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

### آیات ۲۴ تا ۳۰

#### سیدنا ابراہیمؑ کے لیے بشارت

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثٌ ضَيفَ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۲۸﴾	اے نبی! کیا آئی ہے آپ کے پاس بات ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی؟
إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا	جب وہ حاضر ہوئے اُن کی خدمت میں تو کہا سلام
قَالَ سَلَامٌ قَوْمٍ مُّكَرَّوْنَ ﴿۲۹﴾	کہا ابراہیمؑ نے بھی سلام، (دل میں سوچا) کچھ اجنبی لوگ ہیں۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

فَرَّاعٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ	پھر جلدی سے گئے اپنے گھر والوں کی طرف
فَجَاءَ بِعَجُلٍ سَبِينٍ ۝۲۶	تو لے آئے ایک (بھنا ہوا) موٹا سا بچھڑا۔
فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ	پس پیش کیا اُسے اُن کے سامنے
قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝۲۷	پوچھا کیا آپ نہیں کھاتے؟
فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً	سودل میں محسوس کیا اُن سے خوف
قَالُوا لَا تَخَفْ	فرشتوں نے کہا ڈریے نہیں
وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝۲۸	اور خوشخبری دی انہیں ایک علم والے لڑکے کی۔
فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَدْرِ	تو سامنے آئیں اُن کی زوجہ بولتی ہوئیں
فَصَكَّتْ وَجْهَهَا	پھر مارا ہاتھ اپنے ماتھے پر
وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝۲۹	اور کہا بڑھیا، بانجھ (کے ہاں لڑکا ہوگا)۔
قَالُوا كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ	فرشتوں نے کہا اسی طرح فرمایا ہے آپ کے رب نے
إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝۳۰	بے شک وہی کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں سیدنا ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے مہمانوں کا اکرام کیا اور اُن کی تواضع کے لیے فوری طور پر ایک بھنا ہوا بچھڑا اُن کے سامنے پیش کیا۔ مہمان فرشتے تھے لہذا انہوں نے بچھڑے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ سیدنا ابراہیمؑ ڈر گئے کہ کہیں یہ دشمن تو نہیں جو قبائلی روایات کے مطابق میرا نمک کھانے سے گریز کر رہے ہیں۔ فرشتوں نے وضاحت کی کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور آپ کو سیدنا اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دینے آئے ہیں۔ سیدنا ابراہیمؑ کی

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---

زوجہ سیدہ سارہ سلام علیہا نے حیرت سے کہا کہ میں بڑھیا اور بانجھ ہوں، میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ فرشتوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ہر تخلیق کا علم رکھتا ہے اور بڑی ہی حکمتوں والا ہے۔

---

---

---

---

---

---

---

---

---

---